تصنیف منیف قدوۃ السالکین سراج العارفین

حضرت خواجہ **جلال الدین** صاحب تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

موسوم بہ "ارشاد الطالبین" کا اردو ترجمہ

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط

تصنیفِ منیف قدوۃ السالکین سراج العارفین

حضرت خواجہ **جلال الدین** صاحب تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

موسوم بہ "اِرشاد الطالبین" کا اُردو ترجمہ

ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان

نام کتاب ــــــــــ طریق السالکین

مقام اشاعت ــــــــــ ملتان

سال اشاعت ــــــــــ 2002

تعداد بار اول ــــــــــ 500

کمپوزنگ ــــــــــ محمد شریف ، ضیاء النبی

مطبع ــــــــــ

ناشر ــــــــــ ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان

25/-

فہرست مضامین

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلّی علی رسولہ الکریم

حضرات مشائخ چشت اہل بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اوران میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ سے جاری شاخ کے عمائدین کوذکروفکر کے جو طریقے بزرگان سلف سے پہنچے' جن پرانہوں نے خودعمل کیااوراپنے سلسلہ کے طالبین کو سکھائے' اس طریقہ سے انہیں تزکیہ نفس کی دولت نصیب ہوئی' وہ لوگ اعلیٰ مقامات ولایت پر پہنچے' روحانیت سے اس خانوادہ میں قطب العالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے جوکمال حاصل کیاوہ سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے ان سے فیض یافتہ حضرت جلال الدین تھانیسری نے اس طریق پرعمل کیا اورفنا کی منازل عبور کیں انہوں نے طالبین پر یہ احسان کیا کہ اپنے تمام اسباق کوکتابی شکل دے دی سلسلہ چشتیہ صابریہ کے طالبین کو بتایا کہ میں نے اپنے شیخ کامل سے ذکروفکر کے زبانی اورعملی اسباق حاصل کیے ہیں ان پر میرے شیخ کومکمل عبور حاصل تھا انہیں میں نے خودآزمایا ہے یہ سالکین طریقت کے لیےنہایت مجرب نسخہ ہیں۔

حضرت جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنے زمانہ کی علمی زبان فارسی میں لکھی تھی۔ کئی سال قبل اس فقیر کو برادرم پیر خلیفہ محمد الیاس صابری صاحب نے لاہور میں دکھائی تھی جو 1965ء میں حضرت مولانا محمد حسین صابری مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب حبیب الرحمان برق صاحب نے لاہور میں باذوق اصحاب کے افادہ کے لیے چھپوائی تھی۔ یہ ان کے کتب خانہ میں موجود کتاب کی نقل (As it is) تھی۔

ستمبر 2000ء میں میرے ہی ہم نام دوست جناب محمد یونس صابری لطیفی میرٹھی صاحب نے مجھے اسی کتاب کا ایک نسخہ دیا جو 1327ھ میں حضرت محمد حسین چشتی صابری مرادآبادیؒ کے حکم پر امرت سر میں چھاپا گیا اس کے متعلق انہوں نے زبانی بتایا کہ میں مرادآباد (بھارت) حضرت مولانا محمد حسین چشتی صابری کے دولت خانہ پر حاضری دی حضرت کی اولاد سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے اور پاکستان میں رہنے والے چشتی صابری سلسلہ سے منسلک اصحاب کے لیے یہ کتاب عنایت کی اس عنایت پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔

زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

پاکستان بلکہ برصغیر پاک و ہند میں اس وقت فارسی پڑھنے سمجھنے اور بولنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ۔ تقریری محفل تو درکنار، محفل سماع، محفل نعت میں بھی فارسی زبان کو کوئی اہمیت حاصل نہیں کیونکہ مفہوم سمجھنے والوں کی تعداد کم ہے۔

ضرورت محسوس کرتے ہوئے برادرم جناب خلیفہ محمد الیاس صابری صاحب لاہور جناب محمد یونس صابری لطیفی میرٹھی صاحب ملتان نے حکم فرمایا کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ صابری سلسلہ کا یہ فیض آج کل کی نوجوان نسل کو پہنچ جائے۔

حکم کا قرعہ اس فقیر کے نام نکلا مجھے علم ہے کہ **ظلوما** جہولا ہوں تاہم مجھے اپنے شیخ کریم حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان یاد ہے "تم سے سلسلہ کے لیے قلمی خدمت لی جائے گی" ۔ اس فقیر نے اپنی کم علمی کے باوجود اپنے شیخ کریم کا حکم نبھانے کے لیے اس کام کو اپنے ذمہ لیا۔

دوران ترجمہ کوشش کی گئی ہے کہ حضرت جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کردہ مفہوم قائم رہے اور ترجمہ آج کل کے معیار کے مطابق سلیس اور عام فہم اردو زبان میں ہو جائے۔

اصل کتاب ترجمہ کے بعد شامل کر دی گئی ہے حضرت جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کتاب کا نام "ارشاد الطالبین" رکھا ہوا ہے۔ ترجمہ کا نام **"طریق السالکین"** تجویز کرتا ہوں۔

اصل کتاب میں حضرت جلال الدین تھانیسری کے حالات زندگی درج نہیں وہ اس فقیر نے مختلف کتب سے حاصل کر کے **شامل** کر دیئے ہیں۔

انسان خطا کا پتلا ہے اس کام کے دوران نادانستہ اگر کوئی خامی رہ گئی ہے تو یہ اس فقیر کی بھول اور غلطی ہے۔ صاحب ذوق فارسی دان اگر کہیں کوئی خامی محسوس کریں تو اس فقیر کو آگاہ فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درستی کر دی جائے۔

محمد یونس صابری
ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان شہر
یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
27 مارچ 2001ء بروز منگل

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ

آپؒ قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مرید اور خلیفہ ء بزرگ تھے۔ تمام علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے۔ بڑے مرتاض اور عبادت گزار تھے۔ اٹھارہ سال بعد آپؒ کے مجاہدات مشاہدات میں تبدیل ہو گئے اور حقیقی فتح باب نصیب ہوا۔ اس کے بعد شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کے تمام احوال واستغراق آپ کے اندر منتقل ہو گئے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہوا جن میں سے اکثر مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔ استغراق اور ذوق سماع کے باوجود آپ ہر قسم کی عبادت اور آداب شریعت کے سختی سے پابند تھے۔ گویا آپؒ جامع شریعت وطریقت تھے۔ 80 سال تک آپ روزانہ ایک ختم قرآن کرتے رہے اس طرح آپ کے کمالات عیاں تھے۔ تاریخ اقبال نامہ جہانگیری میں درج ہے کہ جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ 989ھ میں اپنے بھائی محمد حکیم مرزا کی بغاوت فرو کرنے کے لیے دو محرم کو پنجاب آیا تو تھانیسر میں پڑاؤ کیا۔

بادشاہ شیخ جلال الدین کی خانقاہ میں حاضر ہوا کافی دیر تک حقائق اور معارف پر گفتگو ہوئی۔ آخر میں بادشاہ کے اشارے پر شیخ ابوالفضل نے حضرت شیخ جلال الدینؒ سے دریافت کیا" درد عشق کی دوا کیا ہے اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے سب سے چھوٹا راستہ کون سا ہے"

یہ سن کر حضرت جلال الدین تھانیسری پر گریہ طاری ہو گیا اور اس سوال کا جواب عملاً دیا نیز یہ شعر پڑھا۔

آہ استغنائے دلبر آہ آہ کز تعظیم بست بر کونین راہ

محبوب کی بے نیازی اور بے پروائی پر بہت افسوس ہے اپنے ادب رعب اور جلال کی وجہ سے اپنی طرف آنے کا راستہ بند کر لیا ہے۔ یعنی تعظیم' رعب وجلال کی وجہ سے عاشق نزدیک نہیں پھٹک سکتے۔

حضرت جلال الدین تھانیسری اپنے زمانہ کے تبحر عالم تھے انہیں اسلامی امور اور اسلامی طرز زندگی پر مکمل عبور اور غور وفکر کا کلی ملکہ حاصل تھا۔ انہیں اسلامی معیشت پر

مہارت حاصل تھی معاملات کا حل مکمل غور وفکر کے بعد عوام کے مفاد میں فرماتے بعد میں آنے والے محققین اپنی تحریروں میں آپ کے رسائل اور کتب کا حوالہ دیتے ہیں۔

"تحقیق اراضی ہند" کے نام سے آپؒ نے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس میں درج آپ کے نظریہ کی تائید مولانا محمد علی تھانوی شاہ' عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی کی۔ یہاں تک موجودہ دور کے مصنفین و محققین بھی اس کی کی تائید کرتے ہیں۔

آپ کے تحریر کردہ مذکورہ رسالہ کا قلمی نسخہ برٹش میوزم میں بتایا جاتا ہے اسکے حوالے موجودہ دور کی کتب "اسلام کا اقتصادی نظام" اور "اسلام کا نظام اراضی" میں بکثرت درج ہیں ۔

ارشاد الطالبین تحریر کر کے آپؒ نے روحانی چشمہ جاری فرمایا ہے۔ جس سے سلسلہ چشتیہ صابریہ سے منسلک اصحاب کے علاوہ دیگر مسلمان بھی فیض یاب ہو رہے ہیں۔ تھانیسر (کوروکنیشتر) دہلی کے قریب ہے۔ حضرت نے پچانوے سال کی زندگی اسی علاقہ میں تعلیم وتبلیغ میں گزاری اور ۱۴ ذی الحجہ ۹۸۹ھ ہجری کو وصال فرمایا حضرت عبدالقدوس گنگوہی فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ کیا لایا ہے تو میں جلال الدین اور رکن الدین کو پیش کروں گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْطَی الطَّالِبِیْنَ شَوْقَ لِقَائِہٖ وَاَیَّدَ لِلْمُشْتَاقِیْنَ ذَوْقَ رِضَائِہٖ وَالَّذِیْ جَعَلَ ذِکْرَہٗ اَعْلٰی حَیْثُ قَالَ فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَخَیْرَۃً وَسِیْلَۃً اِلٰی اِنْجِلَاءِ الْقَلْبِ حَیْثُ قَالَ حَبِیْبُہُ الْمُجْتَبٰی لِکُلِّ شَیْءٍ مِصْقَلَۃٌ وَمِصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی مُبَیِّنًا مَنَاہِجَ الْوُصُوْلِ اِلَی الْمَوْلٰی بِالْمِلَّۃِ الْحَنِیْفِیَّۃِ الْبَیْضَاءِ وَالسُّنَّۃِ الشَّرِیْفَۃِ الزَّھْرَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَسَّسُوْا قَوَاعِدَ الدِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ص ۲

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی امداد سے اس فقیر و حقیر جلال الدین محمود تھاعیسری نے ذکر واذکار کے مضامین پر یہ رسالہ موسومہ "ارشاد الطالبین" تالیف کیا ہے۔

ان اذکار کو حضرت مرشد الحق والحقیقت اہل اللہ میرے شیخ کریم و مرشد قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی حنفی چشتی صابری

مَتَّعَ اللّٰہُ الطَّالِبِیْنَ بِطُوْلِ بَقَائِہٖ نے دین دار اہل یقین کو سمجھایا ہے۔

میں نے ان سب کو جمع کر کے طالبان صادق کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے لکھا ہے تا کہ وہ اس فقیر کو فاتحہ میں یاد رکھیں۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

نمبر 1) ہر چیز کے لیے ایک صیقل (صفا کرنے والی چیز) ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کے لیے صیقل کا کام کرتا ہے۔

لمصحی سلمہ اللہ تعالیٰ بقاہ واعطاہ مایحب ویرضی آمین

ص ۳

آپ سمجھ لیں (۱) وَفَّقَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی طَلَبِهٖ وَاَوْصَلَكَ اِلٰی مَعْرِفَتِهٖ
اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات کی معرفت طلب محبت تمام مقاصد اور منتہائے مقاصد کے لیے سرمایہ ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد بھی عرفان الٰہی ہے۔

(۲) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی لِيَعْرِفُوْنِ
(وہ پہچان لیں) معنی کرتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے التجاء کی

(۳) اِلٰهِی لِمَاذَا خَلَقْتَ الْخَلْقَ

اے اللہ تعالیٰ آپ نے مخلوق کو کیوں پیدا فرمایا جواباً حکم ملا

(۴) كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ

یعنی مخلوق کو میں نے اپنی پہچان کے لیے پیدا کیا تا کہ وہ میری پہچان کرلیں اور پھر میری طرف متوجہ ہوں

پیارے! جس کو اللہ تعالیٰ کی شناخت (عرفان) کی سعادت دی گئی اور معرفت حق تعالیٰ جس کے نصیب میں ہے اس کو دیگر خلائق میں سے منتخب کرلیا ہے۔ تمام دولت اور نعمتیں اس تک پہنچ جائیں گی کیونکہ (۵) مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ

اور جس سے یہ نعمت ضائع (فوت) ہوگئی اسے کچھ نہ ملے گا۔ اس کی قسمت میں افسوس اور خسارہ ہے کیونکہ (۶) مَنْ فَاتَهُ الْمَوْلٰی فَاتَهُ الْكُلُّ

آنکس ترانہ دید-اوهیچ نہ دید+ آنکس ترانیافت اوهچ نیافت
جس نے تجھے نہیں دیکھا اس نے کچھ نہیں دیکھا   جس نے تجھے نہیں پایا اس نے کچھ نہیں پایا

---

(۱) : اللہ تعالیٰ آپ کو طلب کی توفیق عطا فرماوے اور اپنی معرفت عطا فرماوے
(۲) : جن وانس کو پیدا کرنے کا منشا صرف عبادت الٰہی ہے (سورہ ذاریات) پارہ ۲۷ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جن وانس اپنی عبادت کے لیے پیدا کیئے
(۳) مخلوقات کس لیے پیدا کیا   (۴) میں مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں میں نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا کہ شناخت کیا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا (۵) جسکا اللہ تعالیٰ ہے اس کے لیے سب کچھ ہے (۶) یعنی جس سے اللہ تعالیٰ فوت ہوا اس سے ہر چیز فوت ہوگئی۔ جس نے اسے نہیں دیکھا اس نے کچھ نہیں دیکھا اور کچھ نہیں پایا۔

سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ مشرق، مغرب، جنوب، شمال، زمین و آسمان بلکہ بہشت وعرش میں نہیں

اللہ تعالیٰ کا راستہ آپ کے اپنے اندر(۱) میں ہے۔ (۲) وَفِىٓ اَنفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

اس کلام کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ قدم کی بجائے دل کے ذریعہ ملتا ہے کیونکہ (۳) اعضائے جسمانی کا کام معرفت کی بجائے عبادت ہے۔

(۴) لَا يَسَعُنِىْ اَرْضِىْ وَلَا سَمَآئِىْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِىْ قَلْبُ عَبْدِىَ الْمُؤْمِنِ

اس بھید کی نشان دہی قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰى کے یہی معنی ہیں اور وہ دل ہی ہے جو غیر اللہ سے خالی ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں جاری ہے۔ وہ دل جو ماسویٰ اللہ مشغول ہے وہ شیطان کا گھر ہے۔

ص ۴

دل کا منظر صرف رحمانی ہے شیطان کے گھر کو کیونکہ دل کہا جائے

حق کے طالب پر طلب کا حکم واجب ہے کسی ایسے ساتھی کی خدمت کرے جو اس راہ سے گزرا ہو۔ جو اس راہ کے نشیب وفراز سے واقف ہو نیز شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت کا مقتدی رہا ہو ایسا مرشد کامل، طالب صادق کی راہنمائی کرتا ہے اور طالب صادق اس (۵) مرشد کامل کی تربیت کے بعد مہذب با افعال اور اخلاق حمیدہ کا پیکر ہو جاتا ہے۔

(۶) وقال اللہ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

(۷) وقال علیہ السلام اَلرَّفِيْقُ ثُمَّ الطَّرِيْقُ

رهبرے جو كه دریں وادیه هر سو راه است

مرد سر گشته چه داند كه كجا باید رفت

ترجمہ:- اس وادی میں ہر سمت راہ دکھائی دیا ہے بھولا ہوا آدمی نہیں جانتا کہ راستہ کدھر ہے اس لیے راہبر کی ضرورت ہے چنانچہ راہبر تلاش کرنا چاہیے۔

مرشد کی طول ہمت اس کے افعال احوال اخلاق جاننے اور ان پر عمل کرنے اور مسلسل کرتے رہنے سے ہی ہدایت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آہستہ آہستہ اس کی درگاہ کے لائق اور زمانے کا مقتدا ہو جاتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۷

(۱) حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ جو کچھ دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اپنے میں ہی دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ (۲) سورۃ الذاریات پارہ نمبر ۲۶ کی آیات کا اشارہ ہے یعنی آپ کے نفوس (اجسام) میں چھپا ہے کیا تم نہیں دیکھتے (۳) انسان کے ہاتھ پاؤں اور جسم کے دوسرے اعضا (۴) لایسعنی حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر امام غزالی نے احیاء العلوم میں کیا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین اور آسمان میں میرے لیے وسعت نہیں مگر میرے بندہ مومن کے دل میں اتنی وسعت ہے کہ میں اس میں سماجاتا ہوں

اقوال سے انسان میں اتمیت 'مرائیت مرجع اسمائے صفات بلکہ تجلیات ذاتیہ کی طرف اشارہ ہے اور طبرانی کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ان اللہ آنیة من الارض آنیة ربکم قلوب عبا دہ الصالحین یعنی اللہ تعالیٰ ظرف (برتن) ہیں زمین وآسمان کے اور اللہ تعالیٰ کا ظرف بندگان صالحین کا دل ہے ۔

نظرے بسوئے خود کن کہ تو جان دلربائی　　مفگن بخاك خود راكه تواز بلند جائی
توز چشم خود نهانی تو کمال خود چه دانی　　چوں دُر از صدف بروں آکه تو بس گرانبهائی

اپنے آپ کو پہچان تو اونچے مقام کا ہے خاک میں نہ ڈال تو اپنے سے ناواقف ہے موتی کی طرح صدف سے باہر آ کر اپنی قیمت دیکھ۔

(۵) سائیه یزداں بود بنده خدا　　مردۂ ایں عالم و زنده خدا
دامن اوگیر زودتربے گماں　　تا رهی از دامن آخرزماں
فقر خواهی آں ز صحبت حاصل است　　نے زبانت کارمی آیدنه دست
دانش انوار است درجان رجال　　نے زراه دفتر نے زقیل وقال

یہ عالم ناپائیدار ہے اور اللہ تعالیٰ حی قیوم ہے اور بندۂ خدا میں اس کا جلوہ ہوتا ہے۔ قیامت کی ہولناکی سے بچنے کے لیے اسکا (بندۂ خدا کا) دامن پکڑلو۔ فقر اس کی صحبت سے ہی ملے گا زبان اور ہاتھ سے نہیں ملتا۔ اس کی وجہ سے عوام میں عقل کی روشنائی ہے جو کتابوں اور قیل وقال سے نہیں ملتی
سورۂ مائدہ پارہ نمبر 6 کی طرف اشارہ ہے ۔

(۶) یایها الذین امنو اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدو فی سبیله لعلکم تفلحون

یعنی اے مومنین اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ طلب کرو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو شاید تمہاری نجات ہوجائے۔ سمجھ لیں وسیلہ سے مراد مرشد کامل ہے کیونکہ اس سے قبل ایمان اور اعمال صالحہ اور نواہی سے بچاؤ کا ذکر ہے۔

(۷) چشمها را چار کن در اعتبار　　یارکن با چشم خود در چشم یار
سرهُم ' شوریٰ بخواں اندر صحف　　یار راباش ومکن از ناز اُف

فصل

سمجھ لیں کہ اس راستہ کی ابتداء شریعت ہے چنانچہ جملہ فرائض، واجبات، سنن مستحب اور آداب بجالائیں نیز اپنی خوراک، رہائش اور اپنے جسم کو حلال[۱] حرام اور مشتبہات، ناپاکی وحدث و جنابت سے پاک رکھیں اپنے حواس[۲] خمسہ کو معصیت[۳] کی آلودگی سے (نگرانی کریں) بچائیں یہی چیز جوارح (اعضائے جسمانی) کی گناہوں سے طہارت کہلاتی ہے اور یہی تمام باتیں شریعت[۴] ہیں۔

اس کے بعد طریقت کا راستہ ہے کہ انسان اپنے دل کو برے اخلاق مثلاً دنیا کی محبت، شہوت سے لگاؤ، حسد، کینہ، کبر، لالچ، بغض، بخل وغیرہ سے پاک رکھے اور صفات حمیدہ مثلاً صدق وصفا، حلم وسخاوت، مروت، وفا، احسان مخلوق سے اچھا سلوک اور صدق معاملہ سے آراستہ ہوجائے اس کو گردش کہتے ہیں اور اسے تبدیل اخلاق سمجھیں یہ بہت بڑی بات ہے کیونکہ اس کے بغیر دین کی دولت نصیب نہیں ہوتی۔ **اور بے دین راہ حق پر نہیں چل سکتا۔** نیز اس کام میں عزلت اور خلوت کی ضرورت ہے تا کہ ان اعمال میں تسلسل آجائے اوران میں خلل واقع نہ ہو۔

ص[۵]

سخن باکس مگو الاضرورت + خلل تادر نیفتد درحضورت

کسی سے بلاضرورت بات نہ کروایسا نہ ہو کہ آپ کے مقام حضوری میں گڑبڑ ہوجائے۔ اس کے بعد راہ حقیقت اور معرفت ہے وہ تو عارفین کے سینوں کا بھید ہے۔ اس کی وہی خبر دیتے ہین یہی شریعت اور طریقت کا مطلب ہے۔ جو مغز ہے اور وہ اس کا چھلکا ہے۔ حقیقت راہ[۶] حق سر نہانست + درون جاں وبیرون از جہاں است

حقیقت ایک چھپا ہوا بھید ہے ہماری جان کے اندر ہے مگر دنیا سے باہر ہے۔

---

(۱): سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے کے درمیان مشتبہات ہیں بہت سے لوگ انہیں نہیں جانتے جس نے دین پاک کرنے کے کے لیے ان سے پرہیز کیا عزت پائی جس نے مشتبہات اختیار کیے وہ حرام میں جاپڑا

(۲) یعنی آنکھیں، کان یا چھونے یا سونگھنے کی قوت سے (۳) گندگی (۴) شریعت ظاہری

(۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب الدنیا راس وکل خطیته
یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا۔
یعنی جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات حاصل کرلی آفات دنیا و آخرت سے محفوظ رہا

(۶) وہ یعنی ظاہری شریعت اور راہ طریقت چھلکا کی مانند ہے اور معرفت ایسے ہے جیسے مغز

سمجھ لیں[1]! طالبان حق تین طرح کے ہیں 1- عُبّاد اخیار 2- زہاد ابرار 3- عُشاق شطار ان میں سے ہر ایک کا اپنا طریقہ ہے عباد اخیار بہت مدت میں اس تک پہنچتے ہیں نمبر 2: زاہدین اس سے کم مدت میں منزل پر پہنچتے ہیں نمبر 3: عُشاق شطار ان سے بہت کم مدت میں اس مرتبہ تک پہنچتے ہیں۔

وَالْفَضْلُ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[2] مگر عُشاق شطار کی رمز الگ ہے ان کی سیر ایسی ہے جو زُہاد سے الگ ریاضت سے دور ہوتی ہے اور کشف و کرامات کو جو کے بدلے بھی نہیں لیتے

اَلْعَابِدُوْنَ[3] مَحْجُوْبُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَالْعَامِلُوْنَ بِعَمَلِهِمْ وَالزَّاهِدُوْنَ بِزُهْدِهِمْ وَاَهْلُ الْكَرَامَاتِ بِكَرَامَتِهِمْ

عُشاق ان منزلوں پر ٹھہرنا پسند نہیں کرتے، کسی چیز اور معاملہ میں مقید نہیں ہوتے وہ اڑتے ہوئے دوڑتے ہوئے ہر معاملہ میں جانباز اور جہانباز ہوتے ہیں۔ عبادت، زہد تقویٰ اور ریاضت سے احتراز کرتے ہیں ان کو گھٹیا (کم تر) سمجھتے ہیں تاہم اپنا خون پیتے ہیں اور گم ہو جاتے ہیں۔ (یعنی ہر دم دل و دماغ سے خیال یار میں محو رہتے ہیں) اور موت[4] سے پہلے مر جاتے ہیں اس طرح حق (اللہ تعالیٰ) تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس مقام پر (یہ سن کر) اکثر سلوک کے مدعی اور جاہل صوفی بھول گئے ہیں اور راستہ سے بھٹک[5] گئے ہیں اَلْعِيَاذُ بِاللهِ مِنْ ذَالِكَ

---

(۱) طریق سلوک کی کوئی انتہا نہیں۔ طالبان حق کی طبائع مختلف قسم کی ہوتی ہیں اور شیخ کہ طبیب دل ہے مرید کے مرض کے مطابق علاج کرتا ہے یہاں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راستے تعداد میں انفاس خلائق جتنے ہیں لیکن یہ تین راستے ان میں سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اول عباد اخیار سے مراد صوم صلوٰۃ حج و جہاد اس راہ کے راہ رو بہت دیر سے منزل پر پہنچتے ہیں دوسرا راستہ زُہاد ابرار کا ہے جو اخلاق ذمیمہ کو اخلاق حمیدہ میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ پہلے سے تھوڑے زمانہ میں منزل پر پہنچتے ہیں تیسرا راستہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلیہ روح میں مشغول ہوتا ہے اس کو مصنف نے طریق اجمالی فرمایا ہے

(۲) یعنی فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ (۳) عبادت کرنے والے عبادت کے حجاب مین ہیں عمل کرنے والے اپنے عمل اور زاہد اپنے زہد اور اہل کرامت اپنی کرامت کے حجاب میں ہیں مگر حق تعالیٰ کے عاشق ان مقامات میں ٹھہرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ان مقامات سے ترقی کرتے ہیں۔ (۴) مرنے سے پہلے مرنا

(۵) انہوں نے خیال کیا ہے کہ ان مراتب پر شریعت کی منزل طے کیے بغیر پہنچ گئے ہیں اور خود کو شریعت سے باہر کر لیا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھے کہ شریعت کشتی ہے کہ اس کے بغیر حق تعالیٰ کی معرفت ملنا ناممکن ہے محال است سعدی کہ راہ صفا + تواں رفت جز در پے مصطفیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ شریعت پر چلے بغیر تصوف کا راستہ ناممکن ہے۔

(۱)

رُوِیَ عَنِ السَّلَفِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ بِاَنَّمَا حُرِمُوا الْوُصُوْلَ لِتَضْیِیْعِھِمُ الْاُصُوْلَ وَالْاُصُوْلُ رِعَایَۃُ الشَّرِیْعَۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ

ص ٦

اور بتایا گیا

(۲)

تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ وَالْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ اُمُوْرٌ حَسَنَۃٌ وَلٰکِنَّ شَانَ لِطَالِبٍ شَانٌ

آخر کہا گیا کہ طالب حق فرائض اور سنن کی ادائیگی کے بعد شغل باطن پر انحصار کرتا ہے۔ طریق زہاد کی طرح جسمانی اعمال اور نوافل کی ادائیگی پر زور نہیں دیتا۔

مارا نہ مرید ورد خواں می باید — نہ زاھدے حافظِ قرآن می باید
صاحب درد وسوختہ جان می باید — آتش زدہ بخانماں می باید

ہمیں اور اوپڑھنے والا مرید اور حافظ قرآن زاہد نہیں چاہیے بلکہ صاحب دل ایسا ہو جس نے اپنے گھر کو آگ لگا کر اپنے آپ کو جلا رکھا ہو۔

اَلتَّوَجُّہُ اِلَی اللّٰہِ وَالْاِعْرَاضُ عَمَّا سِوَی اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس کے سوا ہر طرف سے قطع تعلق گروہ شطاریہ کا طریق ہے۔

اَللّٰہُ وَلَا سِوَاہُ ان کا ورد ہے۔

ان (درویشوں) کا ورد اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

اللہ بس است عاشقاں را (عاشقوں کو اللہ کافی ہے)

یہ راستہ' نہ ہونا' نیچا ہونا' اپنی ہستی اور خودی کو مٹانا (درمیان سے ہٹانا) ہی یہی راستہ ہے۔

در راہ بالوئے عدم می زند — کیست دریں راہ قدم می زند

کون ہے جو اس راستہ میں قدم رکھتا ہے اس راستہ میں چلنے والے کا قدم کونین پر پڑتا ہے۔

---

(۱) قولہ روی عن متبعد مین اسلام روایت کرتے ہیں کہ لوگ وصول حق سے اس لیے محروم رہے کیونکہ انہوں نے وصول حق کے قواعد اور اصول ضائع کر دیئے اور قواعد قانون وصل حق اللہ شریعت حقہ کی پیروی کرنا ہے اور حقیقت صادقہ کی پیروی کرنا ہے

(۲) تلاوت قران اور درس تدریس علوم شریعہ بہترین کام ہیں لیکن طالبان کا کام الگ کام ہے۔

فصل

آپ یہ بات سمجھ لیں کہ مخلوق (انسان) کو دکھ اور بیماری میں مبتلا سمجھیں اور پیغمبران حکیم اور طبیب حاذق اور دواؤں، معجون اور قسم قسم کے شربتوں کا خزانہ قرآن مجید ہے اور مخلوق کی بیماری بھی قسم قسم کی ہے۔ (۱) قال اللہ تعالیٰ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ (۲) وَمَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (۳) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبین ہیں آپ کے بعد پیغمبری کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے ان کے بعد علماء ہیں جو پیغمبروں کے وارث ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ (۴) وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وقال علیہ السلام (۵) اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَعُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِيْرٌ مِّنْ اُمَّتِيْ

ان سب سے مراد علمائے آخرت ہیں۔ علمائے دنیا تو نقالی شان وشوکت کے خواہش مند اور جھگڑالو ہیں ان کی کوشش اپنی ہمت کی بجائے دوسرے کے کام پر ہوتی ہے ان کا خیال طلب حق نہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

راہ زو مشغولی عالم ترا نیست پرواہ خدا ایک ترا

اور جو دنیاداروں سے (مخالطت) بہت زیادہ گھل مل جاتے ہیں

---

(۱) پارہ نمبر ۷ سورہ انعام یعنی ہر خشک اور تر چیز کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔
(۲) ہم نے کتاب سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ انعام پ ۷ (۳) ہم قرآن مجید سے وہی نازل کیا جو مسلمانوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ (۴) اور ہم نے ان سے ایک جماعت (گروہ) جو دین حق کے لیے دلائل دیتا ہے۔ (۵) علماء پیغمبروں کے وارث ہیں، میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں کوئی نبی ایسا نہیں اس مثال میری امت میں موجود ہے یعنی تبلیغ احکام شرعیہ دین کی ترویج خلق کی ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا مقصد ہے ورنہ سمجھ لیں دونوں میں مساوات لازم نہیں۔

ان کے لئے حکم یوں ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ اللّٰهِ (۱)
فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ یُخَالِطُوا الْمُلُوْكَ فَاِذَا خَالَطُوْهُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ هُمْ
شِرَارُ الْخَلْقِ لُصُوْصُ الدِّیْنِ وَقُطَّاعُ الطَّرِیْقِ (۲) وقوله تعالیٰ مَثَلُ الَّذِیْنَ
حُمِّلُوا التَّوْرٰاةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا

یہ ایسے ہی لوگوں کے لیے اشارہ ہے۔

علم کان بہر کاخ و باغ بود   همچو مر دزد را چراغ بود

حصول دنیا کے لیے علم ایسا ہے جیسے چور کو روشنی کا چراغ مل جائے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ دل سے طے ہو سکتی ہے اور انسان میں ایک ہی دل ہے

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (۳)

دل میں اللہ یا دنیا میں سے ایک ہی چیز آئے گی اس میں دو چیزیں نہیں سما سکتیں ٹھیک ہی کہا گیا ہے۔ نہ جانے دو دارم نہ یارے دگر   خیال تو دارم نہ کارے دگر
نہ دو دل ہیں نہ ہی کوئی اور دوست صرف آپ کا خیال ہر دم ہے اور کوئی کام نہیں

(۴) وَقَدْ وَرَدَ فِی الْاَخْبَارِ اَوْحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی دَاؤُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
یَا دَاوٗدُ اِنْ كُنْتَ لِیْ فَلَا تُحِبِّ الدُّنْیَا فَاِنَّ حُبِّیْ وَحُبَّهَا لَا یَجْتَمِعَانِ
فِیْ قَلْبٍ وَاحِدٍ وَابْغَضِ الدُّنْیَا فَاِنَّهَا حِجَابٌ مُبْعِدٌ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی

(۱) علماء جبتک (ملوک) امراء اور مال داروں سے اختلاط نہیں کرے وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے امانت دار ہیں اور جب وہ مخالطت کرتے ہیں تو ان سے بچنا چاہیے ان کی صحبت اختیار نہ کی جائے۔ وہ لوگوں میں سب سے شریر 'دین کے چور اور مخلوق کے لیٹرے ہیں۔

(۲) پ ۲۸ جمعہ۔ ان کی کہانی یوں ہے کہ تورات کو اس طرح اٹھاتے ہیں جیسے گدھے پر بوجھ لادا جائے جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں۔

(۳) پ ۲۱ احزاب۔ کسی کے جسم میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں پیدا کیے۔

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے داؤد اگر تو میرا ہے تو دنیا کو دوست نہ رکھ کیونکہ میری اور دنیا کی محبت ایک دل میں اکٹھی نہیں ہو سکتی اور دنیا کو دشمن سمجھ کیونکہ وہ حجاب ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی ہے۔

نمبرا) ورنہ پرہیز نہ حلال سے اور نہ حرام سے اس مقام پر کہا گیا ہے کہ ترک حلال ضروری (فرض) ہے۔ جس طرح احکام شریعت میں حلال کا طلب کرنا ضروری (فرض) ہے اور ماسوائے اللہ ہر بات کے ترک کی طرف اشارہ ہے اور یہ ایک سرِ ہے۔۔۔؟

از دل بروں کنم غم دنیاو آخرت

یا خانہ جائے رُخت بودیا خیال دوست

دل آپ کے چہرے اور خیال کا مقام ہے اس میں سے دنیا اور آخرت کے سب جھگڑے باہر کرتا ہوں

پس جو دل[1] حق (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی غیر میں مشغول ہے وہ شیطان کا گھر ہے جو خراب ہے جب تجھے خود بھی خراب گھر پسند نہیں اللہ تعالیٰ کو خراب دل کس طرح پسند ہوگا۔

فصل

سمجھ لیں کہ دل کے تین امراض ہیں۔ ایک حدیث نفس وہ خیال جو قصداً اور اختیار سے دل میں آتے ہیں یہ خیال خواہ خلا میں ہوں یا زمینی مجالس میں نماز میں یا نماز سے باہر۔ دوسرے خطرہ جو خیال بے قصد دل میں آتا ہے اور چلا جاتا ہے تیسرے دل کا خیال (نظر) جو غیر کی طرف ہو اور یہ علم اشیاء ہے۔

ص ۸ پس دل ان تین امراض سے خراب ہوا اور ان تین امراض میں پھنس گیا اور یاد خدا سے غافل ہوا اور خود کو تباہ کر لیا اور اگر طالب صادق ہے تو مرشد کامل کی طرف بہت جلد آنے کی توفیق پاتا ہے اور وہ مرشد کامل [2] اُس مرض کو صحت میں بدل دیتا ہے اور وہ اس صحت دل کی بدولت جاننے والا اور اہل نظر ہو جاتا ہے اور مشاہدہ حق میں واصل ہو جاتا ہے یہ کام اور اس کا ارادہ شغل باطن ہے اور وہ اسم اعظم اسم ذات ہے جو حدیث نفس کے مقام پر لگاتا ہے وہ ایک بلندی ہے عالم علوی سے ترقی دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کو مقام خطرہ پر لاتی ہے اور یہ کہ آگ ہے جو غیریت کے خس و خاشاک جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی آگ ہے جو دل میں بھڑکتی ہے

(۱) یعنی دنیا سے پرہیز اس لیے ہے کہ وہ حجاب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) صحت این جنس بجوئیداز طبیب   صحت آن جنس بجوئیداز حبیب

اس حس کی صحت طبیب سے اور حس کی صحت حبیب سے تلاش کرو

لمصححه سلمه الله تعالے

اس مقام پر کہا گیا ہے کہ اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَاسِوٰی الْمَحْبُوْب [1]
جمال مرشد کو دل کی نگاہ سے زیارت کرنا جمال مرشد عالم شہادت ہے اسی واسطہ سے عالم غیب کے باسی جمال حق کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے جمال مرشد کو آئینہ حق کہتے ہیں۔

اس مقام پر کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ وسلم کے جمال دل ربا میں نظارہ کیا۔

(نمبر ۱) اگر طالب صادق تلقین مرشد کے مطابق اس طریق میں مشغول ہو تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے شروع میں ہی وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو اخیار وابرار کئی سال میں حاصل کر پاتے ہیں۔ الموفق والمیسر هو الله تعالیٰ

اس طریق کی تشریح ذکر سہ پایہ کے باب میں کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

---

(۱) یعنی حق تعالیٰ کا عشق ایک آگ ہے جو محبوب حقیقی کے علاوہ ہر چیز کو جلا دیتا ہے

مثنوی:-

ہر کرا جامہ عشقے چاک شد	اوز حرص وعیب و کلی پاک شد
شاد باد اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علت ھائے ما
اے دوائے نخوت وناموس ما	اے تو افلا طون وجالینوس ما

یعنی جمال شیخ کو آئینہ حق سمجھے یہ رابطہ کے طریق کا اشارہ ہے یعنی دل میں پیر کی صورت کی حفاظت۔ خواجہ احرار فرماتے ہیں کہ ذکر حق سے مرشد کا سایہ بہتر ہے یعنی مرید جتنا زیادہ تعلق پیر سے رکھے گا۔ باطنی طور پر فیوض زیادہ ہوتا جائے گا۔

زاں روئے کہ چشم تست احوال	معبود تو پیر تُست اول
تیری نگاہ ٹیڑھی (بھینگی) ہے	اول تیرا پیر ہی معبود ہے

(وہ راستے کے تمام نشیب وفراز جانتا ہے۔ اس لیے اس کی ہر بات کو بلا چون و چرا مانتا ہے)

فصل

پیران طریقت کے بیان کیئے ہوئے ارشادات

ص ۹ سمجھ لیں کہ طالب صادق کو مرشد کہے کہ تین دن کے لیے طے کا روزہ رکھے اگر ممکن نہ ہو تو بہت کم خوراک استعمال کرے اور ہر روز تہلیل (کلمہ طیبہ کا ورد) استغفار (کلمہ پنجم) اور درود شریف ہر ایک دن ایک ایک ہزار بار پڑھے تین دن بعد رات کے آخری حصہ میں غسل کر کے مرشد کے پاس آئے اور مرشد اسے اپنے پاس باادب بٹھائے اور جو ذکر طالب کے حسب حال سمجھے اسے سکھائے اس وقت پیر' مرید کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی پاس نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ مرشد کی تلقین اسرار حق ہے اور ہر طالب کا اپنا ایک مخصوص اسرار ہے۔ پیر' مرید صادق کی وصیت کرے وہ حکم کرے ذکر اور تلقین پر عمل کرے گفتگو اور اظہار تو (table talk) نہ کرے۔ تا کہ انوار واسرار کا ثمر حاصل ہو جائے۔

طریق تلقین:- ایک بار مرشد ذکر بولے اور مرید اس کو سنے اور پھر مرید وہی الفاظ بولے اور پیر سنے۔ اسی طرح تین بار تکرار کرے پھر حوالہ دے جو (حوالہ) یوں ہے جو کچھ مجھے میرے پیر نے دیا تھا میں تجھے دیتا ہوں اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا۔ پھر مرید کو کہا جائے تنگ و تاریک اور بالکل خالی کمرے جہاں کسی کی آواز بھی سنائی نہ دے' البتہ ایسا البتہ ایسا تنگ (چھوٹا) نہ ہو کہ اس میں کھڑا ہونا' بیٹھنا' لیٹنا مشکل ہو۔ ایسے کمرے میں جا کر چارزانوں (آلتی پالتی مار کر) بیٹھ جاؤ۔ چارزانوں اگرچہ انبیاء سے کوئی نہیں بیٹھا کیونکہ اس طرح بیٹھنا متکبروں کا طریق ہے اسی لیے اس کو بدعت بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم اس کی اجازت ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ[1] مسجد میں چارزانو بیٹھے ہیں۔

(۱) سنن ابی داوٗد کے کتاب ادب میں ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلّے الفجر تربع حتی تطلع الشمس حسناء یعنی پیغمبر خدا فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد افق سے سورج کے بلند ہونے تک چارزانو بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا عمل اسی حدیث کے مطابق ہے۔

اور پیروں نے ذکر کے لیے بیٹھنے کا طریقہ چارزانوں فرمایا ہے۔
اس طرح چارزانو بیٹھنے کہ کمر سیدھی ہو اس میں خم نہ آئے آنکھیں بند اور ہاتھ[1] دونوں زانو پر رکھے۔ دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے رگ کیماس بائیں جانب مضبوطی سے پکڑے۔
رگ کیماس ایک ایسی رگ ہے جس کا تعلق باطن قلب سے ہے اور جب یہ قوت پکڑتی ہے تو باطن میں حرارت پیدا ہوتی ہے جو تصفیہ قلب (دل کی صفائی) کرتی ہے۔
اس کے بعد اکیس زبان سے ذکر میں مشغول ہو جائے یہ خواہ جہر یہ ہو یا خفیہ ہو جس طرح ذوق وانشراح ہو تا کہ خیال عبادت کا ہو عادت کا نہ ہو۔

فصل

زبان اور ہاتھ پاؤں کی بیس انگلیوں کے سروں کو اکیس زبان کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ذکر کو قوت سے اس طرح کرے کہ خشوع وخضوع دل میں اور تمام اعضائے جسم رگیں، گوشت پوست خون، ہڈیوں اور ان کے گودے تک ذکر کا اثر ہو۔ تا کہ اصل ذکر ہو جس کے ذریعہ مکاشفات اور واردات انوار ربانی حاصل ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ[2]

ص ۱۰

(۱) چہرہ قبلہ کی طرف اور انگلیاں نفی کی حالت میں اٹھائے۔ مطلب یہ نفی عبرت ہے اور اثبات کی حالت میں نیچے چھوڑے یہاں اشارہ ثبوت ہستی مطلوب حقیقی سے ہے۔ ذہن دل کو ایک نقطہ خیال پر جمع کرے پوری عزت، ہیبت اور تعظیم سے خوش الحان اور خوش آواز سے ذکر شروع کرے۔

(۲) پ ۱۳ سورہ ابراھیم- الم ترکیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمة طیبة کشجرة اصلها ثابت وفرعها فی السماء یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مثال فرمائی پاکیزہ کلمہ مثال پاکیزہ درخت کی طرح اس جڑ زمین میں مضبوط اور شاخیں آسمان میں ہوتی ہیں (وہ مضبوط اور سایہ دار ہے)

لمصحه سلمه اللّٰه تعالیٰ

فصل

(ذکر نفی اثبات کو بیان کرنے کے لیے)

سمجھ لیں ذکر نفی اثبات کلمہ طیبہ کا ذکر ہے جو اکثر مشائخ کی اصل اور اختیار کیا ہوا معمول ہے۔ لقوله تعالیٰ[1] وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ قول سدید سے مراد کلمہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ہے وقال[2] سهل بن عبد الله تستری رحمة الله عليه لَيْسَ لِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ ثواب الاعمال و ذكر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی بہت شان ہے اگرچہ اس کی ادائیگی زبان سے ہوتی ہے کیونکہ[3] مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

متقدمین صادقین کے دلوں میں اگر کوئی گرد و غبار آ جاتا تو وہ کلمہ کو تین بار ذوق وشوق سے پڑھتے غبار دور ہو جاتا اور (گرد و غبار کا) پردہ اٹھا کر پھر مشاہدہ کے مقام پر آ جاتے

(۴) اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

اسی طرف اشارہ ہے دل کے پردے کو ہٹانے کے لیے ستر (۷۰) بار توبہ استغفار میں مشغول ہوں کیونکہ[5] اَلتَّوْبَةُ اَصْلٌ لِكُلِّ عِبَادَةٍ

اور تین بار کلمہ پڑھنے سے دل کے حجاب دور ہوتے ہیں ایک بار پڑھنے سے ایمان حاصل ہوتا ہے۔

---

(۱) لقوله تعالیٰ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ پ۲۲ احزاب یعنی ا) مسلمانوں اللہ سے ڈرو اور سیدھی اور استواریات کرو تا کہ تمہارے کام اور کارنامے درست ہو جائیں اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔

(۲) سہل عبد اللہ تستریؒ نے فرمایا کہ کلمہ لا اللہ الا اللہ کا ثواب دوسرے اعمال جیسا ثواب نہیں بلکہ عظیم ثواب ہے تمہاری سوچ کی حد سے باہر جیسا کہ احادیث میں ہے۔

(۳) جس نے خلوص اور اخلاص سے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہوا۔ بشرطیکہ اسی ایمان پر مرتے دم تک قائم رہا۔ دوسری حدیث مبارکہ میں وضاحت ہے کہ

(ذکر نفی اثبات کو بیان کرنے کے لیے)

سمجھ لیں نفی اثبات کے چہار ضربی ذکر اس طرح ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ بائیں جانب سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف لائیں اور لآ کی مد کو اتنا طول دیں کہ تین ضربیں ایک سانس میں آجائیں اور الا اللہ کے کلمہ کی چوتھی ضرب دل پر لگائیں کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تین ضربیں شیطانی، نفسانی، اور ملکی تین خطرات کی نفی کا اشارہ ہے اور کلمہ الا اللہ کی چوتھی ضرب خطرہ رحمانی کے اثبات کا اشارہ ہے

ص ۱۱

بائیں زانو پر جو منفرد مقام شیطان ہے نفی خطرہ شیطانی کے اشارہ کی پہلی ضرب خطرہ نفسانی کی نفی کے لیے دائیں زانوں پر دوسری ضرب کیونکہ ہمہ نفس اور شیطان مقابلہ کی حالت میں ہیں۔

بقیہ حاشیہ ۱۸

آخر کار جنت میں جائے گا اور مصنف کی مراد قول ادا کرنا مجرد صرف زبانی ہے اعتقاد دل اور اعمال حسنہ میں ختم ہوئے بغیر کلمہ نجات اخروی کا موجب نہیں اور یہ بات ظاہر ہے۔ (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب دل پر کوئی بات پردہ ڈال دیتی ہے میں ہر روز ۷۰ (ستر) بار توبہ کرتا ہوں مسلم شریف میں سو بار درج ہے۔ جان لیں علماء اور عرفاء اس حدیث شریف کے بیان اور اس کے بھید کو جاننے کے لیے حیران ہین اور بیان کرتے ہوئے توقف کرتے ہیں ان کے اقوال کا محل اور کچھ ہے۔ (۵) یعنی توبہ اصل عبادت ہے اور توبہ کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی یہ بھی سمجھ لیں کہ طریق سالکین کی ابتدا توبہ سے ہے اور فائزین کی اصل ہے اور پہلا قدم ہے۔
مریدین کے لیے استقامت کی کنجی اور حق عزوجل تک پہچانے والی اور مطلع صفائی اور روشنی ہے مقربین کے لیے توبہ بمعنی رجوع ہے جو شرع میں معصیت ہونا اور اس کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کا پختہ یقین ہونا تاکہ اس کی طرف دوبارہ نہ لوٹے حضرت جنید سے پوچھا توبہ کیا ہے فرمایا ایسا ہو جیسے گناہ کو نہیں پہچانتے ہیں، توبہ کی تفصیل کا اور مقام ہے

خطرہ ملکی کی نفی کے اشارہ کے لیے ضرب سیوم دائیں کندھے پر دایاں کندھا نیکیاں لکھنے والے فرشتہ کی جگہ ہے اور دل پر الا اللہ کی ضرب اللہ تعالیٰ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا اشارہ ہے جو چہارم ضرب ہے۔

سمجھ لیں کہ نفی خطرات میں الگ الگ باطنیٰ تفرقہ ہے اور مطلوب ومقصد پنج (حضور کلی) وتسکین ہے۔ لفظ (کلی) کی تشریح مرشد موقع کے سطابق کریں گے یا ان سے دریافت کیا جائے۔ تاکہ سب خطرات کی نفی ایک دم حاصل ہو جائے۔

ذکر میں کلمہ لا الٰہ میں لا معبودٗ یا لا مقصودٗ یا لا مطلوب ٗیا لا موجود کا (ملاحظہ کرے) خیال رکھے۔ اہل وحدت یہی لا موجود کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ جو مقصود کلی اور مطلوب اصلی ہے

کلمہ الا اللہ کا مفہوم خیال کرے اور سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کچھ نہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے غیر کا ملاحظہ نہ کرے کیونکہ غیر کی نفی ملاحظہ کا مقصد ہے۔

اگر مرید عربی الفاظ نہیں سمجھتا تو اس کو اس کی سمجھ کے مطابق فارسی یا ہندی زبان میں سمجھایا جاسکتا ہے۔

دوضربی ذکر زیادہ تر دمادم کرے جیسے ذکر میں بندہ ڈوب گیا ہو۔ چہار ضربی میں بھی فرق ہے البتہ دوضربی اس طرح ہے کہ ایک ضرب لا الٰہ الا اللہ اور دوسری ضرب الا اللہ اور پھر تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا گیارہ بار کے بعد کلمہ محمد الرسول اللہ کہے یعنی ہر دس بار بعد کہے تاکہ کلمہ طیبہ کا ذکر مکمل ہو اور ذکر تین رکن سے ترتیب پائے۔ کیونکہ یہی رکن ذکر اور باقی شرط ہے۔ اگر بے تکلفی اور انشراح صدر اور ذوق بڑھ جائے

جیسا ہو سکے تو یہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے تاکہ دل صفا ہو کر چمک پکڑے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ (۱)

---

(۱) بیہقی نے یہ روایت کی ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک چیز صاف کرنے والی ہے اور دل کو چمکانے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

تا بجا روب لا نروبی راہ نرسی در مقام الاالله

ترجمہ :- الا اللہ کے مقام پر پہنچنے کے لیے پہلے لا (نفی شے) کا جھاڑو دینا ہوگا۔

تلاش کریں یہ ایک بڑا بھید ہے۔ جب آئینہ صفا ہوتا ہے تو اس کی صفائی کے مطابق پہلے ۲) مصقلہ (صاف کرنے والے) کا جمال اس میں نظر آتا ہے۔ اسی لیے چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کے سوا بلکہ اللہ دوبارہ نہ بولے تا کہ سب اللہ ہو وَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰی یہی ہوتا ہے۔ اور وہ قلب ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ۳) قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰهِ وَحَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰهِ وَحَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰهِ اَنْ یَّلِجَ فِیْهِ غَیْرُ اللّٰهِ

ص ۱۲

جس جگہ بادشاہ کا خیمہ ہوتا ہے وہاں عوام کا شور نہیں ہوتا۔

تاکه باشد یاد غیرے در حساب یاد مولا از توباشد درحجاب
چوں نماند در دل از اغیار نام پرده از محبوب بر خیرد تمام
چوں ہمہ یاد تو از مولا بود همچو مجنونت ہمہ لیلےٰ بود

جب غیر کی یاد حساب میں ہوگی تجھ سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں پردہ رہے گا۔ جب دل سے اغیار کا نام نکل جائے گا۔ محبوب سے تمام پردے اٹھ جائیں گے اور تیری ہر قسم کی یاد مولا کی ہوگی تو مجنوں کی طرح ہر طرف لیلیٰ ہوگی۔

تفصیلی طور پر خطرات کی سمجھ عارف ربانی ہی جانتا ہے اجمالی طور پر سمجھ لیں۔ خطرہ شیطانی گناہ کا خطرہ ہے' خطرہ نفسانی ناز و نعمت اور خواہشات اور شہوات میں زندگی گزارنا' خطرہ ملکی سے مراد عبادت وطاعت ہے اور خطرہ رحمانی طلب محبت و عرفان حق جل جلالہٗ اور ہمیشہ حق میں ہونا ہے۔

(۲) مصقلہ۔ زیرے ایک آلہ ہے جس سے چھری تلوار اور فولادی شیشہ سے زنگ اتارا جاتا ہے اور چمکدار بناتے ہیں۔ مقام سرائے

(۳) مومن بندے کا دل اللہ تعالیٰ کی حرم سرا (گھر) ہے اور اللہ کے حرم میں غیروں کا آنا حرام ہے۔ (منع ہے)

فصل

فجر اور عصر کی نماز کے بعد کہ اس وقت نوافل نہیں پڑھے جا سکتے۔ ہمارے شیخ (حضرت عبدالقدوس گنگوہی) ان کے برکات ہمیشہ قائم رہیں نے ان اوقات میں ذکر نفی اثبات کا طریقہ اختیار کیا ہوا تھا ان اوقات میں تاثیر اور برکات بہت ہے اس طرح کہ فرض ادا کرنے کے بعد قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاتے اور آیت الکرسی پڑھے اور ذکر میں شامل دوسرے لوگوں کے ساتھ کلمہ لا الٰہ کا شروع بائیں جانب سے کرے اور دائیں طرف لائے اونچی آواز سے لمبا کھینچ کر پوری قوت سے ساتوں صفات (۱) سلبیہ کا ملاحظہ کرتے ہوئے یعنی حضرتِ سُبّوحٌ قُدّوس ' حضرت لاشریک لہ (۲) ' حضرت لیس کمثلہ شیئ اور حضرت لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد سے ان تمام صفات جو اس کے حسب حال نہیں کی نفی کرتے ہوئے (۳) دل کی فضا پر پوری قوت' آواز ذرا بلند اور کھینچے ہوئے ضرب لگائے اور ساتوں صفات (۴) ایجابیہ یعنی حضرت احد اللہ الصمد حق اللہ رب العالمین اللہ الرحمن الرحیم کے لائق تمام صفات کا اثبات کرے۔

اس کے بعد نہایت نیاز (عاجزی) سے محمد الرسول اللہ کہے اور اسی طرح تین بار کرے اس کے بعد جب تک حالات ذوق اور شوق رہے واسطہ کے ملاحظہ کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کی تکرار دمادم جاری رکھے اور آخر میں تین بار مکمل کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تین بار جیسے پہلے پڑھا تھا مد طویل سے پڑھے

---

(۱) یعنی ذات حق تعالیٰ نہ عرض' نہ جوہر' نہ جسم اور مکان سے پاک ہے اور کل اور جز سے بھی پاک ہے' بے چوں و چگوں ہے اس کی صورت اور شکل نہیں اور تناہی اور عدم تناہی سے مبرا اور منزہ ہے اور اس کے علاوہ ہر بات سے پاک ہے

(۲) یعنی اس کے مانند کوئی چیز نہیں (۳) بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر جو گل صنوبر کی طرح ہے۔ (۴) بصر حیوۃ' علم' سمع' بصر' قدرت واردات اور کلام

لمصحه سلمه.الله تعالیٰ

اور یہ ملاحظہ سے کہے (پڑھے) اور صفات سلبیہ اور ایجابیہ واسطہ سے پڑھے اس کے بعد ہاتھوں کو سینہ تک اٹھائے اور انہیں کھلا رکھے دعا کرے اور پھر ہاتھوں کو چہرے پر مل کر نیچے کر کے دوسرے ورد اور اوراد میں مشغول ہو جائے۔

۱۳
ص

کیونکہ صفات سلبیہ اور ایجابیہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص مساوی ہیں اسی لیے سات کلمہ سلبیہ لا الٰہ والے اور سات کلمے ایجابیہ الا اللہ میں مساوی بیان کئے گئے ہیں۔

فصل

کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں بہت سے ملاحظات ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ (ذات حق) کے سوا کسی کی تلاش نہیں یا ذات پاک حق تعالیٰ کے سوا کوئی معبود[1] نہیں، حق تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی موجود نہیں اور نہ ہی مطلوب ہے۔

اس ملاحظہ کو نزول اور عروج کے طریق سے کیا جائے ۱) جیسا کہ پہلی بار لا معبود الا اللہ دوسری بار لا مطلوب الا اللہ تیسر بار لا موجود الا اللہ اس ترتیب کو نزول کہا جاتا ہے۔

یہ تمام نو ۹ (ایک کم دس) اسم ہو جاتے ہیں۔ دل کی صفائی کے لیے ملاحظہ صفات کے ساتھ یہ تمام اسماء یک دم کہنے چاہئیں بلکہ کوشش کی جائے دو تین بار زیادہ ہو جائیں اگر عجمی (غیر عربی جو عربی زبان نہ سمجھ سکے) وہ فارسی اور ہندی میں عروج نزول کرے مطلب یہ کہ علاقائی زبان مین بھی خیال قائم کر سکتا ہے۔

---

(۱) سمجھ لیں لا معبود الا اللہ ملاحظہ شریعت ہے لا مطلوب الا اللہ ملاحظہ طریقت ہے اور لا موجود الا اللہ ملاحظہ حقیقت ہے۔

کبھی کبھی اپنے احباب کے ساتھ دائرے[1] میں بیٹھ کر اسی طرح بلند آواز سے ایک ذکر اور دوسرا ذکر کرے اور پھر توبہ کی تجدید کے لیے کہے

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ وَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتبرَّأت مِنَ الكُفرِ وَالشِركِ وَالكِذبِ وَالغِیبَةِ وَالنمیمةِ وَالفَواحِشِ وَالبُهتانِ والمَعَاصِی کُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس کے بعد اکیس ۲۱ بار یہ استغفار کہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

اس کے بعد نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ پیش کرے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

اس کے بعد پوری تسمیہ[2] اور مد بلند سے کلمہ طیبہ تین بار اور یہ اس طرح کھینچے کہ سانس کی قوت لینے میں صرف ہو جائے اور صفات سلبیہ اور ایجابیہ جیسے لکھی جا چکی ہیں ان کا ملاحظہ کرے انہیں چھوڑنے کا خیال نہ لائے۔

اس کے بعد ذکر کلمہ لا الٰہ الا اللہ دمام دم ملاحظہ کرتے ہوئے کرے اور ذکر ذوق کے قائم رہنے تک جاری رکھے پھر ایک دو گھڑی کے لیے سر کو سامنے کی طرف نیچے کو چھوڑ دے اور سانس کھینچے نہایت انکساری کی حالت میں رہے خیال کرے حق تعالیٰ کا نور دل میں آ رہا ہے۔

ص ۱۴

(۱) حلقہ کے مریدوں کے ساتھ دائرہ میں

(۲) مکمل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھر تین بار کلمہ طیبہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہے اور پھر کلمہ اِلاَّ اللہ انشراح باطن تک کہے اور پھر پہلے کی طرح کچھ دیر کے لیے اللہ تعالیٰ کے روبرو متواضع ہو کر دم کشیدہ بیٹھے پھر تین بار پہلے کی طرح کلمہ طیبہ پڑھے اور اپنے ذوق اور شوق تک اسم ذات (اللہ) کا ذکر کرے۔ خیال رکھا جائے کہ ذکر تمام (۱) حروف سے کیا جائے اور کلمہ لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللہ (۲) سے کلمہ اِلاَّ اللہ کا زیادہ ذکر کیا جائے

اسی طرح کلمہ اسم ذات اللہ کا ذکر کلمہ اِلاَّ اللہ سے زیادہ کیا جائے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پیران سلاسل کی ارواح مبارکہ کے لیے فاتحہ پڑھے اور اپنے لیے اور دیگر احباب کے لیے دعا کرے پھر تکبیر پڑھے اور ذوق وشوق ربانی انوار واسرار سبحانی کے لیے کوشش کرے مرید اور احباب شیخ کے روبرو (۳) دست بوسی کریں خاموشی سے بیٹھیں یا ذکر سبحان اللہ کریں اور خیال کریں کہ تمام پاکی اور بے عیبی اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے اور پھر ذکر اللہ اکبر اس خیال سے کہ تمام بزرگی اور بڑائی اللہ کے لیے ہے کریں اور پھر ملاحظہ اسماء صفات کے ساتھ ذکر اللہ اللہ کریں

---

(۱) یعنی حروف از حروف ذکر۔ ذکر حذف نہ کیا جائے ہر حرف کی آواز دوسرے حرف سے الگ اور سمجھ آئے۔

(۲) اگر کلمہ لا الٰہ الا اللہ ۲۰۰ (دوسو بار) پڑھا تو اِلاَّ اللہ چار سو (۴۰۰) اللہ اللہ چار سو بار اور کلمہ اللہ سو بار (اسم ذات دوضربی اور اسم ذات مجرد یک ضربی) (۳) ذکر کے دوران شیخ کی طرف متوجہ رہیں۔

ذکر سہ پایہ کا بیان

سمجھ لیجئے کہ اس ذکر کے تین ارکان ہیں حدیث نفس کے مقام پر اسم ذات دوسرے محل خطرہ پر صفات امہات (۱) کا ملاخطہ اور تیسرے نظر دل کے مرکز پر واسطہ اور اس سہ پایہ ذکر کی مثال ابریق (۲) سے دی جاتی ہے جو اپنے کسی حصے کے بغیر قائم نہیں رہتا انہی معنوں میں رکن ہے۔ اس ذات کے ساتھ اسمائے صفات یاد کرتے ہیں۔ مشائخ کی اصطلاح میں ملاخطہ اور ارادہ کہلاتا ہے اور اس مطلب کو تصور، واسطہ، رابطہ، برزخ کہتے ہیں۔

اس ذکر کی سات شرائط مشہور ہیں کہ اس کے بغیر ذکر نہیں ہوتا ایک شد دوسری مد تیسری تحت ان تین شرائط سے اس کو ذکر شش (چھ) رکنی کہتے ہیں اور اس کام کی حقیقت کو سب جانتے ہیں۔ چہارم (چوتھے نمبر پر) محاربہ پنجم (پانچویں نمبر پر) مراقبہ اور یہ دونوں یعنی محاربہ اور مراقبہ دو راستے ہیں۔ محاربہ شد میں اور مراقبہ ملاخطہ میں چھٹے نمبر پر محاسبہ ساتویں نمبر پر مواعظہ تاکہ غفلت کی وجہ سے تعطل نہ ہو۔ اور ذکر میں ہمیشگی ہو جائے اور ان سات شرائط سے ذکر دس رکنی کہلاتا ہے اور مشہور ہے اس کے متعلق یہی جانتے ہیں روایات کے مطابق آٹھویں شرط کو فوقیت حاصل ہے۔

جیسا کہ کہا گیا ہے

برزخ وذات وصفات وشدومد وتحت وفوق
می نماید طالبان راکل نفس ذوق وشوق

(۱) یعنی اللہ سمیع، اللہ بصیر، اللہ علیم (۲) اس کی مثال ذکر سہ پایہ کی تشبیہ سہ پایہ ابریق سے دی گئی ہے جس طرح ابریق (لوٹا) ایک پاؤں پر قائم نہیں رہ سکتا اس کو سیدھا کھڑا ہونے کے لیے تینوں پاؤں ضروری ہیں اسی طرح ذکر سہ پایہ کے لیے اس کے تینوں ارکان کا ہونا ضروری ہے۔ ابریق زیر کے ساتھ اور یائے معروف سے (پانی کی چھاگل) اس سے وضو کیا جاتا ہے

۱۵ ص

طالبان حق کو برزخ' ذات وصفات' شد و مد' تحت وفوق کل نفس کا ذوق اور شوق دیتی ہیں۔

دو شرطیں اور بھی ہیں ان کا بھی خیال رکھا جائے تاکہ مکمل طور پر فائدہ حاصل ہو اور یہ تعظیم اور حرمت ہیں۔ تعظیم کا مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کا وقار (عظمت) اور حرمت رعایت ادب ہے اور ہر وقت بدعات(۱) سے بچ کر رہنا ہے اور ہر قسم کے محرمات(۲) وشبہات سے بچ کر رہنا اور ان دو مزید شرائط سے ذکر بارہ رکنی کہلاتا ہے جو اس راہ کا کمال ہے کہ ذکر کر کے ایک سانس میں دم میں ایسا کنٹرول کہ تنگئ نفس اور بے طودی ظاہر ہو۔

اس معاملہ میں اتنی کوشش کی جائے کہ دن میں ہزار اور رات میں ہزار سانس آئیں سب کے سب ذکر میں مشغول ہوں۔

اگر یک ذکر گوید صبح تا شام رسد کارش بفضل حق باتمام

ذالك فضل الله تعالیٰ(۳) جب اسی طرح ذکر کرنے کی توفیق ہوگی ذکر جسم کے رگ وریشہ میں سرایت کرے گا اور حق سبحانہ کی خبر ہوگی کہ کس سعید ازلی کا اس دولت میں حصہ ہے۔

محرم دولت نبود ہر کسے بار مسیحا نکشد ہر خرے

دولت (حکومت) کا رازدار ہر ایک نہیں ہوتا مسیحا کا بوجھ اٹھانے والا ایک ہی جانور ہو سکتا ہے۔

---

(۱) دین میں نئی چیز پیدا ہونا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے نہ نکلی ہو

(۲) منع کی ہوئی باتیں نواہی' ایسی باتیں جو منع نہیں مگر ان کے کرنے سے فسق وفجور میں پڑنے کا اندیشہ ہو ان سے بھی بچنا چاہیے۔

(۳) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

سمجھ لیجئے کہ اسم ذات "اللہ" ہے اور اسماء صفات کا ملاحظہ سمیع ' بصیر ' علیم ہے اور ان صفات کو "امہات صفات" کہا جاتا ہے اس کی ترتیب نزولی سمیع ' بصیر ' علیم ہے اور پھر علیم ' بصیر ' سمیع ترتیب عروجی ہے۔

نزول عروج اور پھر نزول یہ نو بار ہوا اور اسی طرح ذکر کرتے ہوئے الفاظ کا مطلب اور معنی دل اور ذہن میں دہراتے ہیں تا کہ ملاحظہ کا مفہوم حاصل ہو جائے اور خیال کو ملاحظہ کی طرف رکھتے ہیں تا کہ خیال ہر طرف سے بند ہو کر دل کی نظر ہمیشہ واسطہ[۱] پر رہے۔ کیونکہ واسطہ میں نوبت نہیں اور ملاحظہ میں نوبت ہے اور اصلی تصور تو بہت بڑا ہے جب مرید ذات شیخ میں فنا ہو جاتا ہے پھر اس فنافی الشیخ کی برکت سے فنافی اللہ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور غیر حق تعالیٰ یہاں تک کہ اپنے آپ کا بھی شعور اور آگاہی نہیں رہتی۔ ذاکر اور ذکر مذکور میں محو ہو جاتے ہیں۔

توحید حلول نیست نابودن تست ورنه بگذاف آدمی حق نشود

خواهی که سخن زجان آگہ شنوی وازاسرار درونی شاهنشه شنوی

توحید حلول[۲] نہیں بلکہ نہ ہونا ہے۔ گپ شب اور شیخی بگھارنے سے آدمی حق نہیں بن جاتا۔ اسرار درونی شاہنشاہ اور جان آگاہ کی باتیں سنی جائیں۔

(۱) واسطہ' رابطہ' برزخ' ان الفاظ سے مراد مرشد ہے

(۲) حلول حل ہونا

١٦
ص

نزول اور عروج کا مطلب یہ ہے کہ سمیع سے بصیر اور علیم پر آئے پھر علیم سے بصیر اور سمیع کو جائے اس میں یہ راز ہے کہ طالب اول مرتبہ عالم عقل وشہادت کے مقام پر ہے یہ مقام نزول ہے

دوسرے مرتبہ مقام عقل وشہادت سے مقام غیبت میں ترقی کرتا ہے اور ارادت بہائی حاصل کرتا ہے اور اس سے (تلون حال) اپنے اندر تبدیلی محسوس کرتا ہے یہی عروج کے معنی ہیں اور پھر مقام شہادت وعقل میں آتا ہے اور یہ مقام تمکین ہے اور انہی معنوں میں واصلان اور کاملان کو احباء کہتے ہیں۔ یہ مقام مقام انبیاء وخواص اولیاء کا ہے اس مقام پر (مغلوب الحال) نہیں ہوتے۔ عقل اور فہم قائم رکھتے ہیں۔ وہ (١) شطحیات نہیں کہتے اور دارین دونوں جہانوں کی اصلاح کرتے ہیں اور شروع سمیع ان معنوں میں کہ چھوٹے سے چھوٹے (٢) اسم سمیع کا احاطہ کرے اور اسم بصیر چھوٹے چھوٹے بصیر کا احاطہ اور اسم علیم کا احاطہ بھی انہی معنوں میں

(٣) بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

وہ دنیا کی ہر چیز کو جانتا ہے۔

---

(١) شطحیات :- زبر سے اور حائے مہملہ زیر اور یائے تحتانی مشدد صوفیائے اکرام علیہم الرضوان ۔ شرع ظاہری کے خلاف باتیں کہنا اور خلاف شریعت کلمات زبان پر لانا۔ کشاف میں لکھا ہے بعض واصلین مستی اور ذوق کے وقت بے اختیار کلمات بولتے ہیں جیسے منصورؒ نے انا الحق اور جنیدؒ نے لیس فی جبتی سوی اللہ ' بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی کہا ہے۔ (٢) خلاصہ یہ ہے کہ مبصرات سے مسموعات تھوڑے اور مبصرات معلومات سے تھوڑے اور معلومات دوسرے دو سے جیسا کہ ظاہر ہیں زیادہ ہیں۔

(٣) یعنی حق تعالیٰ ولقدس ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

فصل

ہمارے شیخ[1] (پیر) دامت برکاتہ کے نزدیک سہ پایہ کا طریقہ اس طرح ہے زبان کو تالو[2] میں سخت کرے تا کہ حرکت نہ کر سکے اور اسم ذات (اللہ) دل میں کہے اور ہمزہ کا آغاز تحت سے کرے اسی طرح ذکر سے نقصان نہ ہوگا مدّ کو کھینچے واسطہ سے ملاخطہ مکمل ہو۔ دوسری بار مدّ اور تحت سے اللہ کہے ملاخطہ و واسطہ کرے تیسری بار ملاخطہ اور واسطہ سے اللہ کہے اور یہ نزول ہے۔ اسی طرح ایک اسم ذات پاک اور ایک اسم صفات میں عروج اور نزول کرے۔ بعض تین اسمائے صفات کو ایک اسم ذات مین ملاخطہ کرتے ہیں اور مدّ کو لمبا کھینچتے ہیں۔ اور بعض نو ۹ کے نو اسمائے صفات کو جو نزول و عروج اور نزول ہیں ایک اسم ذات میں ملاخطہ کرتے ہیں اور اسم ذات کی مدّ کو جب تک سانس کنٹرول میں رہے کھینچتے ہیں اور اسمائے صفات کو شروع مین ملاخطہ کرتے ہیں اور ان آخری تین طریق کو شغل اوراد کہتے ہیں۔ اگر چہ یہ طریق برگزیدہ اور پسندیدہ ہے اس مین اسم ذات سے اسم صفات کی منتقل ہونا ہے جو ایک قسم کا تفرقہ ہے اس میں اسم ذات کو بھلا دینا ہے۔

۱۷
ص

پہلا طریق صاف ہے اس طریق سے شغل ذات صفات کے ساتھ ہے اور ہم[3] نے یہی راہ (پہلا طریق) اختیار کیا اور الحمد للہ علیٰ ذٰلک ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

فصل

شدّ مدّ تحت اور فوق کو اس طریق سے سمجھیں کہ "اللہ" اسم ذات کا ذکر ناف

---

(۱) حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (۲) حلق کے اوپر کا حصہ

(۳) مصنف حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسری

کے نیچے سے سختی یعنی قوت سے شروع کریں اور مدّ کی طرح کھینچیں اور صوت حسن (خوش الحانی) سے یاد کریں دل و دماغ کو عبادت کا احساس ہو عادت نہیں اس مین یہی محنت اور مشقت ہے کہ عبادت اور عادت کا فرق ہو۔ اس کا قلب کو وسوسہ نہ ہونا چاہیے سانس سینہ کی اوپر والی سطح پر لا کر اتنی دیر روکے کہ ایک' دو تین یا اس سے زیادہ بار ذکر ہو۔ تا کہ باطنی حرارت اور حال ظاہر ہو۔ سانس کا کھیچنا ہر بار عادت سے زیادہ ہوتا کہ ہوا اس وجہ سے بکھرے اور باطنی حرارت سے باطنی دسومات[1] (باطنی گناہوں کی چربی) پگھل جائے گی کیونکہ ہوا گرم ہوتی ہے اور ہوا باہر نکلتے ہوئے باطنی دسومات تک نہیں پہنچتی اور وہ رگ و ریشے جو دل کے نزدیک جڑے ہوئے ہیں ان پر چربی بہت ہوتی ہے اور اسی چربی کے ذریعہ وسوسہ ڈالنے والا خناس[2] ان رگ و ریشہ میں تعلق قائم کر لیتا ہے اور فاسد اور باطل وسوسے دل میں پیدا کرتا ہے۔

جب سانس کو کچھ دیر روک کر حرارت اس مذکورہ چربی تک آتی ہے اور یہ پگھلتی ہے تو خناس مغلوب ہو جاتا ہے اور صفائی دل پیدا ہو جاتی ہے جب کشش دم عادت سے اوپر ہوگی قبض دم سانس کی تنگی ہوگی خطرہ بندی جلد ہوگی اور تیزی سے محویت ظاہر ہوگی۔ سانس کی گرمی تمام جسم میں اثر کرتی ہے اور ذکر تمام اعضاء, گوشت و پوست میں جاری ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے محبت کی آگ دل میں آجاتی ہے کشش دم اور خطرہ بندی کے عالم میں معدہ کو طعام اور پانی سے خالی ہونا شرط ہے خاص طور پر ابتداء میں۔

کہ اذکر گنجد در انبان آز   بسختی نفس میکشد پادراز

وَهُوَ الْمُوَفِّقُ بِالْخَيْرِ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

---

(۱) دسومات بضم دال مہملہ :- دسومۃ کی جمع ہے ہندوستانی زبان میں چکنائی کہتے ہیں جا ہے نباتاتی تیل یا چربی حیوانی (۲) خناس اژدہا جیسا ہے اسکی سونڈ ہے جس پر زہریلے کانٹے ہیں۔ جب کسی مرید سے خوراک کے معاملہ میں غلطی ہوتی ہے تو خناس کو قوت ملتی ہے اور اپنی زہریلے کانٹوں والی سونڈ کو دل کے گرد گھماتا ہے زہر اس کے دل میں اثر کرتی ہے۔ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جب بندہ توبہ استغفار اور پاس انفاس کا ذکر کرتا ہے خناس ضعیف ہوتا ہے اور دل میں صفائی پیدا ہوتی ہے (ضیاء القلوب)

فصل

تحت (۱) میں ذکر سے فائدہ بہت اور حرج (نقصان) بھی اور بے تحت تمام نقصان اور تحت میں حرج اور نقصان اگر چہ تحت سے ذکر اصل تک پہنچا تا ہے ایسا نہ ہو کہ خون جاری ہو اور ہلاکت ہو جائے • تحت کے بغیر چارہ نہیں اس لیے چاہیے کہ حرج سے بچے اور تحت کے ذریعہ کام کرے اللہ تعالیٰ آپ کی برے وقت میں حفاظت کرے اور کوئی نقصان نہ ہو اور ذکر جان کے رگ وریشہ میں جائے اور حق سبحانہ کی خبر ملے انشاء اللہ

جان باوکه وصل او بدستاں ندهند سر از قدح شرع بمستان ند هند

فصل

پاس انفاس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت سانس کو ذکر میں لگائے رکھیں تاکہ دل میں غیر کے آنے خطرہ (۲) نہ ہو۔

پاسبان دل شوند درکل حال تانیا ید هیچ دزد اینجامجال

هر خیال غیر را دزد دان این عبادت سالکاں را فرض داں

دل کو ہر وقت ذکر میں مشغول رکھیں تاکہ اس جگہ کو چور نہ آ جائے۔ ہر غیر اللہ کے خیال کو چور سمجھیں یہ عبادت سالک پر فرض ہے۔

ہر وقت کو یادِ حق میں صرف کریں اور اپنے سانسوں (زندگی) کو ضائع نہ کریں

هريك نفس كه می رودازعمر گوهریست کانرا خراج ملك دو عالم بود بها

مپسنداین خزانه رهی رائگاں بباد وانگه روی بخاك تہی دست و بے نوا

زندگی کا ہر سانس قیمتی ہے اور اس کی قیمت دونوں جہانوں میں نہیں۔ یہ خزانہ یونہی ضائع کرنا پسند نہ کر ایسا نہ ہو تو زیرِ خاک خالی ہاتھ اور بے یار و مددگار جائے۔

(۱) اس فصل میں بعض الفاظ کا ترجمہ صحیح نہیں ہوسکا بامحاورہ تحریر نہیں اسی بامحاورہ ترجمہ نہیں ہوسکا قاری خود اپنے حالات کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرے۔

(۲) یعنی اپنے سانسوں سے بیدار اور ہوشیار رہو۔ سانس اندر لے جاتے وقت اور باہر نکالتے وقت جلی یا خفی طریقہ سے ذکر کرتے رہیں۔

اصل

شغل باطنی کئی قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ مرشد طالب کو شروع سے بتاتا ہے کہ صورت خود اچھی طرح توجہ میں رکھو اور کبھی کبھی اس کو دل میں لے کر اس کی طرف توجہ دو دوسرے یہ کہ مرشد کی صورت دل میں محفوظ رکھو اور دل کی نگاہ اس پر رکھو تیسرے یہ کہ دل میں اللہ کا خیال کریں اور دل کی نگاہ اس پر رکھیں اور اس پر دوام کریں۔

اصل

مرشد مرید کو بعض صفات کے لیے اور بعض صفات کی ترقی کے لیے اوراد تلقین کرے تاکہ اس اسم مبارک کے نور سے منور ہو کر اس کے آثار اس میں ظاہر ہو جائیں اور یہی اس مشرب (۱) کے اوراد ہیں پہلے مرتبہ میں سارے امہات اسماء (۲) ہیں سَمِیْع بَصِیْر عَلِیْم (۳) جب ان پر استقامت پا کر مرتبہ کمال پر آتے ہیں پھر ان پر دوسری صفات کا اضافہ کرے دَائِم قَائِم حَاضِر نَاظِر شَاهِد کل مل کر آٹھ ہو جاتے ہیں پھر تیسرے مرتبہ میں بارہ اسماء اور تلقین کرے

[illegible] وَدُوْد حَيّ قَيُّوم ظَاهِر بَاطِن غَفُور رَؤُف نُوْر هَادِي بَدِيع بَاقِي

مرید جب ان پر استقامت حاصل کرتا ہے ان کے اسرار اور روشنی سے منور ہو جاتا ہے اور اپنے باطن کے مقام طلوع پر مرشد کو پاتا ہے

تو پھر اسمائے حسنیٰ ہی سے آور بتائے چاہے مفردات چاہے مرکبات جیسے

اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْن اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن اَجْوَدُ الْاَجْوَدِیْن ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

پھر جب ان پر استقامت پاتا ہے اور ان کے انوار کے در اسرار سے مشرف ہو جاتا ہے

اگلے مرتبہ میں اور مرکبات الفاظ زیادہ کرتا ہے جسے اَلْعَلِیُّ الْاَعْلٰی الْعَظِیْمُ الْاَعْظَمُ الْکَبِیْرُ الْاَکْبَرُ الْقَرِیْبُ الْاَقْرَبُ اللَّطِیْفُ الْاَلْطَف

جملہ اسمائے حسنیٰ اس طرح مرکبات بناتے ہیں چنانچہ ان مرکبات کی کوئی حد نہیں البتہ [illegible] مراتب میں ڈھالا گیا ہے

---

(۱) [illegible] اہل بہشت (۲) اصل اسماء

(۳) اللہ تعالیٰ کے 99 ننانوے اسماء مبارکہ ملفوظات۔ مرکبات

ہمارے شیخ (حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ) نے انہیں اسمائے حسنہ کو ایک دعا کی شکل میں ترتیب دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ
اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ
اَللّٰهُ دَائِمٌ اَللّٰهُ قَائِمٌ اَللّٰهُ حَاضِرٌ اَللّٰهُ نَاظِرٌ اَللّٰهُ شَاهِدٌ اَللّٰهُ شَاهِدٌ
اَللّٰهُ نَاظِرٌ اَللّٰهُ حَاضِرٌ اَللّٰهُ قَائِمٌ اَللّٰهُ دَائِمٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ اَللّٰهُ بَصِيْرٌ
اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ اَللّٰهُ دَائِمٌ اَللّٰهُ قَائِمٌ
اَللّٰهُ حَاضِرٌ اَللّٰهُ نَاظِرٌ اَللّٰهُ شَاهِدٌ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ
وَالْجَبَرُوْتُ اَللّٰهُ قُدُّوْسٌ اَللّٰهُ وَدُوْدٌ اَللّٰهُ حَيٌّ اَللّٰهُ قَيُّوْمٌ اَللّٰهُ ظَاهِرٌ
اَللّٰهُ بَاطِنٌ اَللّٰهُ غَفُوْرٌ اَللّٰهُ رَؤُفٌ اَللّٰهُ نُوْرٌ اَللّٰهُ هَادِىْ اَللّٰهُ بَدِيْعٌ
اَللّٰهُ بَاقِىْ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْعِزَّةُ وَالْعَظَمَةُ وَاللّٰهُ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ
وَاللّٰهُ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ وَاللّٰهُ اَجْوَدُ الْاَجْوَدِيْنَ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُ رَؤُفُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ رَؤُفُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ اَجْوَدُ
الْاَجْوَدِيْنَ اَللّٰهُ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اَللّٰهُ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ اَللّٰهُ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ
اَللّٰهُ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اَللّٰهُ اَجْوَدُ الْاَجْوَدِيْنَ اَللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُ رَؤُفُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اَللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الصَّمَدِيَّةُ وَالْاَحَدِيَّةُ اَللّٰهُ الْعَلِىُّ الْاَعْلٰى اَللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْاَعْظَمُ
اَللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُ الْقَرِيْبُ الْاَقْرَبُ اَللّٰهُ اللَّطِيْفُ الْاَلْطَفُ اَللّٰهُ اللَّطِيْفُ
الْاَلْطَفُ اَللّٰهُ الْقَرِيْبُ الْاَقْرَبُ اَللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْاَعْظَمُ
اَللّٰهُ الْعَلِىُّ الْاَعْلٰى اَللّٰهُ الْعَلِىُّ الْاَعْلٰى اَللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْاَعْظَمُ اَللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْاَكْبَرُ
اَللّٰهُ الْقَرِيْبُ الْاَقْرَبُ اَللّٰهُ اللَّطِيْفُ الْاَلْطَفُ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ
وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَبِهَا لِاِجَابَتِهِ جَدِيْرٌ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

(اذ کار اثبات کا بیان)

ذکر اللہ جہر خواہ مدّ اور خواہ قصر سے ہو اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ[1] کے ملاحظہ اور قوت وتصور [illegible]

اللہ حاضری اللہ ناظری اس ذکر میں فتح اور کمالات بے شمار ہیں ایک اور ذکر اسم (ذات) اللہ تو می بینی تو می دانی و تو می خواہی[2]

ایک اور ذکر ھُوَ ھُوَ ھُوَ اس میں ملاحظہ

ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ھُوَ الْعَلِیْمُ سے مشغول ہونا چاہیے۔

ایک اور ذکر اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ اس میں ملاحظہ اَنْتَ الْبَاقِیْ اَنْتَ الْکَافِیْ یا اَنْتَ مَعْبُوْدِیْ اَنْتَ مَطْلُوْبِیْ

اَنْتَ الرَّحِیْمُ اَنْتَ الْکَرِیْمُ اَنْتَ الْحَکِیْمُ اَنْتَ الدَّائِمُ اَنْتَ الْقَائِمُ اَنْتَ حَاضِر اَنْتَ نَاظِر اَنْتَ شَاھِد اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ اَنْتَ مَحْبُوْبِیْ یا بملاحظہ

یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان تمام اذکار کا مطلب اور مقصود ذکر میں دوام (ہمیشگی) حضور تمام رہے۔ مکمل حضوری اور اذکار کے اثرات اس پر مرتب ہوں اس کی گفتگو اور اظہار یکساں ہوں تاکہ یہی ذکر حق دل اور روح کی غذا بن جائے اور ہمیشہ اس کا انیس ہو جائے۔

کار کن، کار ،بگذر از گفتار   کہ اندریں راہ کار، دارد کار

[illegible] راہ گزر میں کام کی ضرورت ہے زبانی جمع خرچ (گفتار) کو چھوڑ کر کام کر۔

ایک اور ذکر اسم ذات اللہ جہر سے بعض اوقات یوں کرتے ہیں کہ کھڑے ہو کر [illegible] (چہار اطراف پر) ایک ضرب' چہار ضرب یک ضربی' دو ضربی اور بتائی ہوئی [illegible] کے ملاحظہ کے ساتھ یہ ذکر کیا جاتا ہے۔

---

(۱) [illegible] (۲) تو دیکھتا ہے' تو جانتا ہے' تو چاہتا ہے (۳) ھو العلیم الخبیر

ایک اور ذکر اس طرح کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں سامنے کی طرف قرآن مجید یا کسی ولی اللہ کی قبر ہو۔ پہلی ضرب اسم ذات کی بائیں طرف دوسری دائیں طرف تیسری ضرب مصحف یا قبر پر اور چوتھی ضرب دل پر کہ وہ زندہ اور ذکر میں مستغرق (مصروف) ہو جائے۔ اس ذکر کو کشف معانی قرآن اور کشف قبور کہا گیا ہے۔

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۱)

ایک اور ذکر کھڑے ہو کر اسم ذات کا جہری طریقہ سے کیا جاتا ہے اسے رات کو ریتلی جگہ یا نرم جگہ کھڑے ہو کر اگر گر جائے تو چوٹ نہ لگے اور جب ذکر کرتے ہوئے گر جائے تو کچھ دیر پڑا رہے اس وقت دل پر نظر رکھے کیسا جمال اور نور ظاہر ہوتا ہے اور کیا اسرار اور عقدے کھلتے ہیں وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ اور ذکر شیخ عزیز اللہ (۲) کا معمول (عمل) تھا

ایک اور ذکر اللہ اللہ میں مستغرق اور مشغول ہو۔ یہاں تک کہ کسی ضرب کا ملاحظہ نہ رہے اس ذکر کو وَلَہ (۳) کہتے ہیں اور اس کو بے خودی کا حصہ جانتے ہیں۔

فصل

(ذکر حداری کا بیان)

کلمہ لَا اِلٰہَ بائیں جانب سے ملاحظہ سے شروع کیا جائے اور دونوں گھٹنوں پر کھڑے ہو کر کلمہ اِلَّا اللہ کی ضرب فضائے دل پر پوری قوت سے لگائی جائے اور پھر بیٹھ جائے اپنے دونوں ہاتھ اس طرح ہلائے جس طرح لوہار ہتھوڑے (۴) کو آہرن پر مارتا ہے۔ اس طرح ہر بار کرے تاکہ ذوق آ جائے۔ یہ ذکر امام حداد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے اس ذکر میں ظاہری مشقت زیادہ ہے۔

ص ۲۲ ہمارے شیخ (حضرت عبدالقدوس گنگوھی) دامت برکاتہ نے اس ذکر کی سند سے اس فقیر کو بحضور مشرف کیا ہے اور ایسے مشاہدے اور معائنے کرائے کہ اس کے فضل اور امداد کے بغیر کسی کی پہنچ میں نہیں۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے (۲) شیخ عزیز اللہ متوکل متوفی ۹۱۲ ہجری بہت تفرد اور توکل والے تھے رات کو ان کے پاس جو کچھ ضرورت سے زیادہ ہوتا ہمسایوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (۳) وَلَہ بفتحین سر گشتگی اور عشق خشم و غضب (۴) ہتك بضم اول سکون تائے فوقانی وکاف عربی۔ لکڑی کے دستے والا وزنی لوہا کہ اس سے لوہے کو کوٹا جاتا ہے عربی میں آرمطرقہ ہندی زبان میں گھن اور آج کل اسے بہت بڑے ہتھوڑے کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سرائیکی میں وداں

(ذکر پاس انفاس کے بیان میں)

اس کا طریق اس طرح ہے کہ کلمہ لَا اِلٰہَ[1] کا خیال سانس لیتے (اندر لے جاتے) وقت اور سانس اوپر کھینچتے وقت اور باہر نکالتے وقت دو کلمہ اِلا اللہ سے ذکر کرے جب سانس اندر لے جائے تو لَا اِلٰہَ اور جب باہر نکالے تو اِلا اللہ کا خیال رکھے سانس اندر اور باہر نکالتے وقت نظر ناف پر رکھے اور جب تک ذکر کرے زبان اور منہ بند رکھے اور بے حرکت رہے۔ اتنا ذکر کرے کہ عادتاً ذاکر ہو جائے اور ذکر میں مستغرق ہو جائے۔ یہ ذکر زندگی بن جائے جاگتے سوتے ذاکر ہو جائے سانسوں کا پاس حاصل ہو جائے۔ ملاحظہ کا خیال رکھے اس ذکر کو شیخ محمد مہدی کے دوست اور مرید کرتے تھے۔ ایک اور طرح سے پاس انفاس یوں ہے کہ سانس کو مشغول رکھا جائے اور دم سازی کرے سانس کو قوت سے اوپر (اندر) کو لے جائے اور دماغ میں پہنچائے سانس کی تنگی ہو جائے تو آہستہ آہستہ سانس کو چھوڑ دے اس وقت سانس چھوڑنے کا احساس بھی نہ ہو یعنی اتنا آہستہ چھوڑے اس طرح چھوڑنے کو تسکین و آرامگی کہا جاتا ہے اس طرح ایضاح (روشن و آشکارا) اور تمام تعین مرشد شیخ کی طرف رکھے جب سانس کی گرمی مغز (دماغ) میں آئے منی پگھل کر جسم آئے اور محتلم (احتلام) نہ ہو اور جب سانس دم حیات (زندگی کے سانس) کے ساتھ باہر نکالتے ہوئے جمع ہو وہاں ایک ہو جائے اسی مقام کو مجمع البحرین کا اشارہ دیا گیا ہے اور یہ مقام آب حیات کی طرح اہم ہے اس وقت عالم روحانی اور طیر و سیر ملتے ہیں۔

علم لدنی وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[2]

ظاہر ہوتی ہیں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے عمر دراز ہوتی ہے ذاکر صاحب تصرف اور صاحب روزگار ہو جاتا ہے اس کام میں تجرید و تفرید چاہیے نیز ترک جماع بھی شرط ہے۔ ذکر پاس انفاس ایسا ذکر شریف ہے جس میں بہت برکت ہے۔

انفاس پاس دار اگر مرد عاشقی ملک دو کون ملک تو گرد بیک نفس

---

۱) یعنی سانس لے جاتے وقت لَا اِلٰہَ کہے اور نکالتے وقت الا اللہ

۲) ہم نے اپنی طرف سے اسے علم سکھایا پ ۱۵ سورہ کہف

۴۳
ص

(مراقبہ صفا، مراقبہ فنا، مراقبہ توحید مراقبہ ہوا کے بیان ہیں)

مراقبہ صفا کے لیے ذکر خفی یوں کیا جائے کہ آنکھیں بند نظر دل پر اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نزدیک حاضر جانے اور اگر اسی حالت میں ملاحظہ فنا اور محویت ہو تو یہ مراقبہ فنا ہے۔ جو مراقبہ توحید بھی کہلاتا ہے۔

حضرت قطب عالم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ العزیز کے دوست اور مریدین مراقبہ فنا کا شغل کیا کرتے تھے اور دنیا و مافیا سے بے خبر ہو جاتے اور حضرت شیخ ما (حضرت عبدالقدوس گنگوہی) دامت برکاتہ شروع مین کچھ عرصہ اس مراقبہ میں رہے ہیں۔

ایک اور مراقبہ اس طرح کہ دونوں آنکھیں کھلی اوپر یا سامنے کی طرف ہوا میں دیکھیں اور کوشش کریں کہ پلکیں نہ جھپکیں اس مراقبہ میں پلکوں سے آتش ابھرتی ہے جو تمام جسم کو گھیر لیتی ہے۔ اس سے عشق پیدا ہوتا ہے اس کو مراقبہ ہوا کہتے ہیں اس مراقبہ میں بعض اولیاء اللہ نے سال ہا سال آنکھوں کو ہوا میں کھولے رکھا اور عالم تحیر میں رہے۔

ایک اور مراقبہ تنگ و تاریک کمرہ اور اندھیری رات آنکھیں کھلی ایک ایک مقام پر ٹھہری ہوئی۔ عالم قدس کے انوار چمکیں گے اور حق تک رسائی ہوگی۔ ہوا میں ایک عظیم بھید ہے ہوا سیدھی اور مستدیم (دوام) ہے

(۱) مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ

اس میں بھید یہ ہے کہ ہوا عالم خلد (جنتی دنیا) عالم صفا ہے (نہ نظر آنے والی) ہے اٹھارہ ہزار عالم شکل میں ہوا کی طرح ہیں جہاں تک ہوا ہے عالم کون و مکاں، و اکوان ہے اور جب ہوا سے گزر جائیں تو سبحان ولا مکان ہے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (رحمان عرش اعظم پر ہے)

جب یہ بھید ہے تو آپ ہوا بولتے تو ہیں مگر جانتے نہیں کہ ہوا کیا ہے

(۱) اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء میں کوئی دیکھنے والا خلل اور بے ضابطگی نہ پائے گا۔

ایک اور مراقبہ یہ کہ اپنی دونوں کھلی ہوئی آنکھوں سے اپنے ناک کے دونوں طرف نیچے کو دیکھے اور اتنا غور[1] اور فکر سے دیکھے کہ دنوں آنکھوں کی پتلیاں غائب اور سفیدی ظاہر ہو جائے جمعیت خاطر (سکون) اور خطرہ بندی پیدا ہو اس وقت بائیں آنکھ بند کر کے دائین آنکھ سے ناک کو دیکھیں یا اس کا عکس لیں یا دوسرا عمل یوں کریں کہ آنکھیں کھول کر نگاہ سینہ اور دونوں ہاتھوں پر ڈالیں اور کوشش کریں کہ نظر ایک جگہ ٹھہری رہے اور اس طرح کرنے میں غلطی نہ ہو ایسا کرنے سے دل کو جمعیت (سکون) (تسلی) ملتی ہے۔

نماز کے قیام میں نظر سجدہ کی جگہ، رکوع کے وقت نظر پاؤں کی پشت پر اور سجدہ کے وقت نظر ناک کے نرمہ پر قعدہ میں نظر اپنی گود پر اس وقت دھیان تلاوت اور تسبیحات پر اس بات پر اشارہ ہے اور اس میں بھید ہے کہ نماز میں حضور قلب حاصل ہو اور ذہن بھٹک نہ جائے

فصل

محاربہ سالک کے بیان میں

۲۴
ص

سالک کو چاہیے کہ پہلے توبتہ النصوح[2] کرے عاجزی اور شرمندی سے استغفار کرے ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کرے ظاہری[3] طہارت کو تو علم ہے لیکن باطنی طہارت یہ ہے کہ دل کو برائیوں اور کدورت سے خیانت اور آمیزش سے پاک کرے اور اخلاص کی طرف کوشش کرے اور غیر حق کا خطرہ دل میں نہ لائے اور مرشد کی تلقین کے مطابق محاربہ میں مشغول ہو جائے۔ محاربہ دو طرح کا ہے محاربہ صغیر، محاربہ کبیر طالب منہ بند کر کے سانس روکے اور اسم ذات یعنی کلمہ "اللہ"

---

(۱) خوض :- زبر سے اور ضاد معجمہ پانی میں جا کر کوئی چیز تلاش کرنا (فکر)

(۲) النصوح :- بفتح وحائے مہملہ :- صاف اور خالص توبہ کہ پھر گناہ نہیں کرنا ایک مرد کا نام ۔ جو حماموں میں دلالی کرتا تھا جسنے توبہ کا قصد کیا

(۳) بدن کی پاکیزگی، نجاست حقیقی، حکمی اور لباس اور مکان کی پاکیزگی

ملاحظہ 'واسطہ 'شدّ 'مدّ' رعایت سے دل میں ملاحظہ کرے تحت وفوق (اتار چڑھاؤ) اپنی طرف سے خوبصورت آواز اختیار کرنے کوشش کی جائے کہ ایک سانس میں چالیس بار ذکر ہو۔ یہی محار بہ صغیر ہے۔

جب یہ ذکر ایک سانس میں چالیس سے زیادہ ہو سکے اس کو محار بہ کبیر کہتے ہیں اس سلسلہ میں یوں کوشش کی جائے کہ ہر مرتبہ زیادہ ذکر ہو سکے یہاں تک کہ ملاحظہ واسطہ 'شدّ 'مدّ تحت وفوق کی رعایت سے ایک سانس میں ایک سو بیس بار ذکر ہو اور اس کو مقام محویت کہتے ہیں اور یہاں استغراق ظاہر ہوتا ہے اور سلطان الذکر ہو جاتا ہے۔

وَالْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۱)

اس فقر (جلال الدین تھانیسری) کو اس مراقبہ کی دست رس حاصل ہے۔

فصل

مراقبہ کے بیان میں

جب طالب کو ذکر جلی میں ملال (۲) (اندوہ 'غم) ہوتا ہے تو ذکر خفی میں لگ جاتا ہے اور جب ذکر خفی میں ملال ہوتا ہے تو فکر میں آجاتا ہے اور جب اس سے بھی ملال ہوتا ہے تو مراقبہ میں مشغول ہو جاتا ہے اس کو مراقبہ تقیدؔ کہا جاتا ہے۔

لفظ مراقبہ رقیب سے مشتق ہے مطلب رقیب یہ کہ وہ نگہبان جو دل کو غیر حق کی یاد سے روکیں۔

پاسبان دل شوند در کل حال　　تا نیا بد هیچ دزد آنجا مجال

کہیں کوئی چور ڈاکو دل میں نہ آجائے اس لیے ہر حالت میں دل کی حفاظت کرتے ہیں

---

(۱) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اللہ تعالیٰ بزرگ فضل والا ہے۔

(۲) ملال :- زبر سے　کسی معاملہ میں غم اور افسوس میں آنا

۲۵
ص

مراقبہ میں نشست :۔
مراقبہ میں کئی طریقہ سے بیٹھا جاتا ہے۔
نمبر۱) نماز کے قعدہ کی طرح بیٹھیں دونوں ہاتھ زانو پر اور سر کو نیچے کو ڈال لیں اور یہ طریقہ مختیار (عام اختیار کیا گیا) ہے
نمبر۲) کتے کی نشست کی طرح سرین زمین پر زانوں کھڑے اور سر زانو پر
نمبر۳) مصیبت زدگان کی طرح دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف گردن پر پیچھے پیٹھ پر دونوں ہتھلیاں گردن کے نزدیک صلب پر۔ اللہ تعالیٰ سے شرم حیا سے سر نیچے ڈال کر (جھکا کر) آنکھیں بند جمع خاطر اور دل پر نظر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ میرے نزدیک موجود ہے اس علم میں اتنا غور و خوض کرے اور مستغرق ہو کہ غیر کا شعور بالکل ختم ہو جائے یہاں تک اپنا بھی شعور نہ رہے اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی یہ خیال ٹوٹ جائے تو مراقبہ مکمل نہ ہوگا۔

تا بخودی اے نگارسر مست هر گز نتوں بدوست پیو ست
بیخود چوشوی زخودبر آئی بوئے رسدت ز آشنائی

جب تک بے خود نہیں ہوتا تو دوست (اللہ تعالیٰ) تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب بے خود ہو کر اپنے آپ سے باہر آئے گا تیرے میں آشنائی کی بو آئے گی۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(۱) (محاسبہ کے بیان میں)

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا کے حکم کے مطابق اپنے قول فعل حرکت وسکون جو کچھ آپ کے وجود سے ہوتا ہے اپنے آپ سے (اپنے دل میں) اس کا حساب کریں اگر بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور خیال کریں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے (یعنی اس کی رضا اور مہربانی شامل حال رہی)

(۲) وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ اور اپنے آپ (نفس) کو خوشی (۳) دیں اور اس سے رعایت کر دیں (۴) فَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

اور اگر شر (حساب کا نتیجہ منفی، خرابی) ہو تو اپنے نفس کو ملامت کرو (شرمندگی دلاؤ) تاکہ وہ برائیوں سے رکے اور ندامت سے توبہ استغفار میں مشغول ہو جائے اور محاسبہ کے اوقات میں رات کا محاسبہ صبح اشراق کے بعد اور دن کا محاسبہ مغرب کے اوراد کے بعد ہے اور اگر ساعت بساعت (جلدی جلدی) ہر وقت غفلت آئے تو بہتر ہے کہ جلدی جلدی محاسبہ کرے اور ہوشیار رہے۔ یہ بھی سمجھ لیں کہ ہر شخص کا گناہ اس کے مقام اور مرتبہ کے مطابق ہے۔ عوام مومنین کا گناہ نافرمانی ہے مطیع لوگوں کا گناہ غفلت اور کاملین اور موحدین کا گناہ خودی اور دوئی ہے۔

(۵) حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ یہاں سمجھیں

(۶) وَمَا شَغَلَكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوْتُكَ یہیں پہچانیں

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول جب آپ کا حساب لیا جائیگا اس سے پہلے ہی اپنا حساب خود لیکر درستی کرلو۔ حق تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

وَالتَنظر نَفسٍ مّاقدمَت لِغدٍ وّاتّقوالله اَنّ الله خَبير بِمَاتَعلَمون

(۲) اللہ کی ہی توفیق سے ہے۔ (۳) چہرہ پر تازگی ہونا کشادگی ہونا اور خوشی

(۴) حدیث مبارکہ کا ایک حصہ ہے کہ نفس کی درستی آپ پر حق ہے۔

(۵) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکوکار کی نیکیاں ہیں وہ مقربین کے لیے گناہ ہیں حسنات ابرار ایک طرح حسنات ہیں اور دوسری طرح مقربین کے خلاف وہ گناہ ہیں کیونکہ ان کی حسنات ہر طرح سے حسنات ہیں (۶) جو چیز تمہیں حق سے مشغول اور روگردانی غفلت کا سبب بنے وہ تیرے لیے بت اور شیطان ہے۔

٢٦ ص

فصل

مواعظ (نصیحت) کے بیان میں

اپنے نفس (اپنے آپ) کو وعظ کریں نصیحت اور نیک خواہی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہو غیر کی بندی میں نہ رہو یاد حق کے سوا جو کچھ کر رہے ہو اس میں عمر ضائع ہو رہی ہے۔ حرف عشق کے سوا جو کچھ پڑھا جاتا ہے بے کاری ہے۔ گناہوں میں قدم نہ رکھ۔ ورنہ دوزخ اور پکڑ کا سبب ہوگا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے ہجر اور دوری کا موجب ہوگا اور اس کی تیرے میں طاقت نہیں۔ [1] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور یہ بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی ضروری ہے۔

فصل

(فکر کے بیان میں)

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ

فکر کے تین مرتبے ہیں ایک فکر عوام اپنے بچپن بلوغت پیران سالی اور بڑھاپے کے حالت، نفس امارہ کی ناپاکی جو وجود میں آئی دنیا کے عیوب اور بے وفائی اور حالات کی تبدیلی کے متعلق صرف ایک لحہ کے لیے فکر اور اپنے آپ کو ان کا انتباہ کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ دوسرے فکر خواص اس کے متعلق

رُوِیَ عَنْهُ علیہ السلام تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً

شیطان کے شر، خواہشات نفس اور جوان خواہشات کے تابع ہیں اور حرص جاوداں کی نجات کے لیے ایک ساعت کا فکر عابدین کی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

تیسرا فکر خاص الخاص کا

رُوِیَ عَنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ

دل کو غیر حق کی آلودگی اور خطرات سے پاک رکھنے کے لیے ایک ساعت کا فکر جن وانس کی تمام عبادات سے بہتر ہے۔

---

(۱) آل عمران آپ فرما دیجئے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے (محمد مصطفےٰ صلی اللہ وسلم) کی پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا

صاحب طریقت نے تفسیر روح البیان میں خوب کہا ہے۔

تعصی الا له واقت تظهر حبه   هذا محال فی الفعال بدیع

لوکان حبك صادقاً لاطعته   ان المحب لمن یحب مطیع

اس محبت کا اظہار کرتا ہے اور گناہ بھی کرتا ہے دونوں کا یک جا ہونا ناممکن ہے

اگر تیری محبت سچی ہے تو تو اس کی اطاعت کرتا بیشک جسکی محبت کی جاتی ہے اس کا حکم مانا جاتا ہے۔

۲۷ ص

جو اذکار بیان کیے گئے ہیں انہیں جہریہ، صوریہ، خفیہ اور سریہ اذکار کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب ان اذکار سے ترقی کرتا ہوا ذاکر کمال کو ترقی کرتا ہے تو ذکر معنوی اور حقیقی کا مقام آتا ہے اور مذکور (اللہ تعالیٰ) کا جمال ظاہر ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اللہ تعالیٰ کا فضل (مہربانی) ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے وہ (اللہ) بہت بڑے فضل کا مالک ہے اس ذکر کو ذکر سرّ، ذکر روح، ذکر ذات، ذکر مشاہدہ اور تجلی کہا جاتا ہے۔ ذکر معنوی اور حقیقی میں حواس خمسہ معطل ہو جاتے ہیں اور اس معطل ہونے کے دو مطالب ہیں یا تو حس مدرک (احساس کرنے والی حس) کو بالکل خبر نہیں ہوتی سونے (نیند) کی حالت کی طرح غیوبت ظاہر ہوتی ہے یا دوسری یہ کہ ظاہر و باطن سے حس کو پیغام دیتی ہے مگر دل میں کچھ نہیں ہوتا چوپائیوں (جانوروں) کی طرح

وھُوَ مَعَکُمْ کے حکم سے جو کچھ دیکھتا ہے تجلی جمال حق دیکھتا ہے۔ جو کچھ سنتا ہے اسی کی طرف سے سنتا ہے جو کچھ جانتا ہے (اس کے علم میں آتا ہے) ہے اسی کے علم سے ہے۔ بلا دلیل اچانک جب اس کی نظر جب نقاش پر پڑتی ہے تو اس تجلی کے نور میں نقش کو گم پاتا ہے اور یہ مقام مشاہدہ ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔

مرتبہ اول (شروع) میں نگاہ صفت سے صانع کی طرف آتی ہے تو ہر چیز میں اسکا صانع ملتا ہے۔ مَارَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ (۱) کا معاملہ ہے

دوسرے مرتبہ میں ہر چیز صانع، اور صنعت (بنی ہوئی چیز) کوئی نہیں

(۱) مجھے حق کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی

یہاں مَن عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ
(جس نے عرفان نفس کرلیا گویا اس نے اپنے رب کا عرفان کرلیا) کا بھید جلوہ گر ہے اور
اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ کا آئینہ دکھاتا
اور پردہ ہٹا کر وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کا اعلان کرتا ہے۔ بیت

در هرچه بدیدیم ندیدیم بجز دوست
معلوم چناں شد که کسے نیست مگر اوست

معلوم ہوا کہ کوئی نہیں ہے وہی ہے کیونکہ جس چیز کو دیکھا دوست ہی نظر آیا

• این جهاں صورت است ومعنی دوست
در بمعنی نظر کنی همه اوست

یہ جہاں حروف کی شکل ہے جسکی حقیقت دوست اور اگر معنی پر غور کریں تو وہی ہے
(یعنی اللہ)

این است کمال مرد راه یقین
در هرچه نظر کند خدارا بیند

جس چیز کو دیکھتا ہے اسے خدا نظر آتا ہے مرد راہ یقین کا یہی کمال ہے۔
اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ہے اور جہاں یعنی دنیا معلوم ہوتا ہے کہ موجود ہے مگر نہیں ہے خدا کی حقیقت ہے' سبحان اللہ عجیب کام ہے حیران کن اسرار ہے اور یار (اللہ تعالیٰ) بلند و عظیم ہے۔

۲۸ ص

پیارے دنیائے ہست بود یعنی ہر ہستی حقیقت میں خدا تعالیٰ کی تجلی کا ظہور ہے اور دنیا جہاں غیر کو ظاہر کرتا ہے (الگ سے کوئی چیز معلوم ہوتی ہے) مگر غیر نہیں سوائے ایک اور حرف کے سوا کچھ نہیں چونکہ ہستی صرف اللہ تعالیٰ ہے غیر خدا نیستی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ہم سے غیب ہے اور غیب کی وجہ سے دیکھا نہیں جاسکتا اس کی شہادت (گواہی) نہیں دی جاسکتی افسوس اور نقصان کی یہی وجہ ہے کہ غیر کے لیے دلیل ہے۔ واللہ جب تجھے چشم بینا ملیں گی تو تیری آنکھوں کو اللہ کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔

کجا غیر کو غیر کو نفس غیر سِوَى اللهِ وَاللهِ مَا فِي الْوُجُوْدِ (1)
غیر کہاں کون غیر اور غیر کا نفس کون واللہ وجود میں اللہ کے سوی کچھ نہیں

(1) کیا خوب کہا ہے اللہ اللہ لیس غیرك فی الوجود
هل تری الدیار فی دار الشهود

خوب بہت خوب دیدہ جہاں بین کے سامنے ہر دم دوست (اللہ تعالیٰ) کے دو کمال جلوہ گر ہیں۔ دلہن کی طرح نیا جلوہ اور (مور کی طرح) خوبصورتی کا اشارہ کرتے ہیں غلط اور غیر دیکھنے والی نگاہوں کو سوائے غیر کچھ نظر نہیں آتا خسران (نقصان) بھی خوب ہے اور جرمان (بدنصیبی) بھی خوب ہے۔ اے دوست! (اللہ تعالیٰ) تو مجھ سے بھی میرے نزدیک ہے مگر میں تجھ سے مجبور اور دور ہوں اے اللہ تعالیٰ یہ گتھی[1] (معما) کب حل ہوگا۔ یہ دوری حضوری میں اور یہ اندھیرا روشنی میں کب تبدیل ہوگا

[2] يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِيْنَ اَغِثْنَا بِلُطْفِكَ وَكَرَمِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

پیارے غیر بین (غیر سمجھنے والا) خدا بین نہیں ہوتا خدا بینی کے لیے چشم جاں بین چاہیے تاکہ دل (جان) کی نگاہیں کھل جائیں اور صحیح خدا بینی ہو۔

دیدن روئے ترا دیدہ جاں بین باید

ایں کجا مرتبہ چشم جہاں بیں است

تیرے دیدار کے لیے جاں بین نگاہوں کی ضرورت ہے جہاں بین نگاہوں کو یہ مقام نہیں ملتا۔ اپنی ہستی سے گذر کر این و آن، من و تو[3] کی دوئی چھوڑ کر یکتا ہو کر ہی چشم جاں (دل کی نگاہ) کھلتی ہے اور خدا بینی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے درست فرمایا اگر تو بخود نہ ہوگا تو تیرے ساتھ یہ خراس (پسائی کرنے والی چکی کو لہو مراد یہ دنیا) نہ ہوگا۔ کسی عارف نے خوب کہا ہے

تاتو مے باشی عدد بینی همه   چوں شوی فانی احد بینی همه

جب تو اپنے آپ کو باقی رکھے گا تجھے کثرت نظر آئے گی اور اپنے آپ کو فنا کر دے گا تو تجھے وحدت نظر آئے گی

---

(۱) پردے میں (۲) اے فریاد کرنے والوں کی فریاد سننے والی مہربانی کر کے فریاد سن لے تیری مہربانیاں ہر طرف ہیں۔

(۳) اے آنکه بقبله بتاں روست ترا برمغز چرا حجاب شد پوسنت ترا

دل در پئے ایں و آں نہ نیکو ست ترا

يك دل داری بس است يك دوست ترا

(۱)
وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

افسوس صد افسوس ہمارا اپنا وجود ہی درمیان میں پردہ بن کر ہمارے لئے قید و بند بنا ہوا ہے ورنہ جمالِ دوست (اللہ تعالیٰ کا جلوہ) ہر دم اور ہر جگہ ظاہر ہے۔

(۲)
اِذَا قُلْتُ مَا اَذْنَبْتُ قَالَ مُجِيْبًا لِّيَا وُجُوْدُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ

۲۹ ص

خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مناجات (التجائی دعا) میں کہتے ہیں۔

(۳)
اِلٰهِيْ كَيْفَ الطَّرِيْقُ اِلَيْكَ

جواباً فرمایا دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف آجا۔ یعنی یہ حجاب تیرا اپنا ہونا ہے جب تو یہ حجاب الگ کردے گا میرے پاس پہنچ جائے گا۔

محو باید بود در ہر دو سرائے پائے از سر ناپدید و سر ز پائے

دونوں جہانوں میں محو ہونا چاہے اپنے متعلق کوئی خبر نہ رہے جیسے سر اور پاؤں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے۔

پیارے عارف کی رسائی نوراللہ تک ہوجاتی ہے اور اس کی نگاہوں سے دوئی کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور توحید کا نور آنکھوں میں آتا ہے تو اسے نورِ حقیقی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (۴) اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ موجود نہیں جو کچھ موجود ہے وہ ہمیشہ موجود ہے اور جو نہیں ہے وہ ہرگز موجود نہیں ہوسکتا۔

(۵)
اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ

ماخود نہ ایم اوست حقیقت چو بنگری عنقا بمکر آمدہ برصورت زباں

حقیقت دیکھیں تو وہی ہے ہم خود نہیں مکھی ذباب کی شکل بنا کر عنقا آگیا ہے

---

(۱) پ۲ سورہ بقرہ تمہارا خدا یگانہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رحمان اور رحیم ہے

(۲) جب دوست سے روگردانی کی پس مجھے جواب ملا کہ تیرا وجود بے مثال گناہ ہے

(۳) یعنی تیرا راہ کیسا ہے (۴) پ۱۰ بنی اسرائیل دین حق آیا اور باطل ختم ہوگیا اور باطل دین ہر طریق سے باطل ہے اور ختم ہونے والا ہے (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شاعر لبید کا قول ٹھیک اقوال میں ہے۔ الا کل شی یعنی حق تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے اور بے کار ہے ہر نعمت کا زوال ضروری ہے۔ ۶) عنقا:- لمبی گردن کا پرندہ ہے بعض کے نزدیک فرضی وجود ہے کیونکہ کسی نے نہیں دیکھا لمبی گردن کی وجہ سے اسے عنقاء کہتے ہیں فارسی میں اسے سیمرغ کہتے ہیں

اس بارگاہ عالی مرتبت کے منظور نظر اس سے برتر ہیں۔کہ ہر بوالہوس اور بوالفضول ان کو دیکھ سکے ۔

عارفان مسند معرفت بغایت عالی است
بہوس ہیچ فضولے نہ دریں بار رسید
بانگ ارنی زسر ہوش بر آور کلیم
سنگ را بے خودی بود بد یدار آورد

اگر چہ موسیٰ کلیم تھے جب تک ہوش میں تھے پردہ میں رکھا گیا اور عشق کے اسرار پردہ میں سنائے گئے یہ مکالمہ کا مقام ہے۔مقام صفات سنگ سلیم (پتھر کا نام) جو بے خودی میں راہ راست پر تھا پردہ اٹھا کر بے پردہ ہوا جناب مسعود بک کہتے ہیں

عاشق مستی اگر بے خود و بے کار باش
بے خبراز خویش شو با خبر از یار باش
نیست شو نیست شو باز زسر ہست شو
از مئی جاں ہست شو کاہش ہوشیار باش
بار خودی فگن برسر شیطاں زسر
بے سرو بے پائے شو بے خود و بیدار باش

بے خود اپنے سے بے خبر ہو کر یار سے باخبر ہو۔مٹ کر پھر زندگی پا جا
اپنی خودی کا بوجھ شیطان پر ڈال یار کے آگے عاجز ہو کر ہی یار سے باخبر ہوگا
سمجھ لیں کہ ذکر حقیقی و معنوی کہ یہ ذکر سر' ذکر روح ذکر ذات' ذکر مشاہدہ اور تجلی جو ذکر لسانی و ذکر قلبی کا ثمرہ ہے (کی وجہ سے ہے)

ذکر قلبی جو حروف' صورت اور خطرہ ہے ذکر نفس ہے اور جب خطرہ نہ رہے تو ذکر دل ہو جاتا ہے جو حروف اور صورت ہے اگر چہ دل مٹی اور پتھر کی منزل ہے مگر دل اور مٹی میں ہزاروں میل کی دوری ہے اور جب حروف اور صورت نہیں رہے ترقی حضوری پاتی ہے اس وقت ذکر دل ہوتا ہے اور کسب پورا ہوتا ہے پھر جذب ربانی اور نور سبحانی کی سیر اور ترقی ہوتی ہے۔ہمارے شیخ (حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ) کا فرمان ہے۔

ص ۳۰

ذکر حق چوں بصفت دل شدہ　　مرکب قرب بمنزل شدہ

حق کا ذکر جب دل کی منزل میں آتا ہے منزل کے قریب جانے کے لیے سواری ہوتا ہے۔

بات یہ ہے کہ اس مرتبہ (مقام) کے ذکر کی قدر سوائے اللہ تعالیٰ کوئی نہیں جانتا ملائیکہ (فرشتہ) کی تو اس مقام پر پہنچ ہی نہیں اگر چہ دل کا مقام سب سے نزدیک تر ہے پھر بھی اسے ذکر سرُ ذکر روح تک پہنچ اور ہمیشہ تجلی مشاہدہ اور متصرف عالم ہونے کے لیے ترقی کی ضرورت ہے۔ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (۱) کا اظہار ہو جائے وَاسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (۲) کی تکمیل ہو کہ ہر طرف انوار و تجلیات کا ظہور ہو جائے تاہم یہ مقام بھی آخری مقام نہیں

ہیچ کس ایں راہ را پایاں نیافت　هیچ کس ایں دردرا درمان نیافت

اس راستہ کی آخری منزل نہیں ملی یہ ایسا درد ہے کہ اسکا علاج نہیں۔

اسی لیے طالب صادق جہاں تک ہو سکے دن رات کو ذکر خفی اور ذکر جہری میں مشغول رہے ذکر کے دوام (ہیشگی) کے لیے فراغ (فرصت) شرط ہے اور فرصت کے حصول میں چار چیزیں رکاوٹ ہیں خلق، دنیا، نفس، شیطان۔ پس منع کرنے والی شرطیں مشروط کی بھی مانع ہیں (رکاوٹ ہیں) اسی لیے علائق دنیا اور اس کے اہل سے بھی قطع تعلق کیا جائے۔ طعام میں کمی کی جائے۔ چنانچہ طعام اور مشروب (۳) ضرورت کا ثلث (1/3) (۳) یا نصف (½) حصہ لے۔ قلت منام (تھوڑی نیند) ضروری خیال کرے اور ہمیشہ باوضو رہنے کا خیال رکھے اور جب کبھی گڑ بڑ ہو کر غلطی ہو جائے کوشش کرے ذکر کی طرف توجہ دے بہت کوشش کرے انشاء اللہ تعالیٰ محبت خدا دل میں آجائے گی خلوت اور جلوت یکساں ہو جائے گی۔

---

(۱) سورہ لقمان پ ۲۱ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے تمہارے حکم کے تابع کر دیا

(۲) سورہ لقمان　تمام ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں آپ کے لیے مکمل کر دیں (۳) تیسرا حصہ یا نصف پیٹ خالی رکھا جائے۔

سعدیا هر زمان که دست دهد   باسر زلف آن نگار آویز

سعدی جب تک ہمت ہو   اللہ تعالیٰ سے لگاؤ قائم رکھ۔

اتنی کوشش کریں کہ ذکر زندگی کا حصہ ہو جائے اس طرح کہ اگر بے ذکر زندہ نہ رہ سکے۔

اسی مقام کے لیے کہا گیا ہے کہ جب تک عاشق کی محبت معشوق کا دامن پکڑتی ہے اس وقت تک رہائی (چھٹکارا) کی جگہ ہے اور جب معشوق کی محبت عاشق کا دامن پکڑ لے تو رہائی (چھٹکارا) نہیں اور اذکُرکُم[1] کا مطلب سامنے آنے لگتا۔ حضرت[2] رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے پس دنیا میں دوست (اللہ تعالیٰ) کے ذکر سے ہی میں زندہ ہوں اور آخرت میں اسی کے دیدار سے زندگی ہوگی۔ آپ سمجھ لیں کہ ذکر میں اپنے آپ کو بھول جانا اس طرح کہ اسرار ربانی اور انوار سبحانی ذاکر کی جان مین پیدا ہوں اور اس نور کے شہود کی چمک اور مذکور (اللہ تعالیٰ) کے حسن و جمال کی لذت میں محو (مستغرق) ہو اور تجلی حق نصیب ہو اور جب لذت جمال میں مستغرق ہوتا ہے اور حق محویت حاصل ہوتا ہے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر اور بے شعور ہو کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور یہی انتہائے ذکر ہے۔

مراز دیدن رویت فزونست گویائی

آپ کے چہرہ کا دیدار کر کے میری گویائی (گفتگو) میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

---

(۱) فاذکرونی اذکرکم کی طرف اشارہ ہے یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا

(۲) رابعہ بصری ابتدائے اسلام کے زمانے کی عظیم عارفہ تھیں صاحب کرامات اور بلند مقامات کی حامل تھیں جو اتنے زیادہ ہیں کہ تحریر و تقریر سے زیادہ ہیں اس زمانہ نے علماء اور آئمہ عظام مسائل دریافت کرنے اکثر ان کے پاس آتے تھے۔

فصل

ذکر میں ذاکر کے لیے چار مقام ہیں ذکر زبان' ذکر دل' ذکر سر اور ذکر روح جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ذاکر میں ذکر کے لیے تین مقام ہیں۔ **استلاء** ذاکر بر ذکر اور وہ یہ ہے کہ ذاکر اپنے ارادہ سے ذکر اختیار کرتا ہے اور بے خود ہو جاتا ہے اس کو (اصطلاح میں) کشائش کہا جاتا ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اس مقام پر دس سال رہے۔ پھر ذکر میں قرار پیدا ہوا۔ دوسرے استیلاء ذکر بر ذاکر' اس مقام پر ذکر زندگی ہو جاتا ہے اور نفس اور علائق قید ہو جاتے ہیں پھر

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۱) کا ظہور ہوتا ہے۔ تیسرے استیلاء مذکور بر ذاکر یہ مطلوب مطلق کی تجلی اور شہود حق کا مقام ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کشائش کے مرتبہ پر دس سال محنت کی جب استیلاء ذکر بر ذاکر کا مقام آیا تیس ۳۰ سال غیر حق کا خطرہ دل میں نہ آیا اور یہ ان کی خلوت کا مقام ہے سبحان اللہ ہمارے شیخ (حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ العزیز) مدظلہٗ وزید برکاتہ کے طریق میں طالبان صادق اور محبان تھوڑے ہی عرصہ میں اس نعمت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِكَ

(۱) خبردار یعنی سمجھ لو اللہ تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو آرام ملتا ہے۔

سمجھ لیں کہ جب طالب. جمال مطلوب کے استغراق میں اپنے آپ اور ساری کائنات کو معدوم دیکھتا ہے اور دونوں کو ایک سمجھتا ہے اس معاملہ میں خود (میں) اور کائنات (یعنی دو) کا اظہار ہو تو سمجھ لیں کہ ایک طرح کی (خودی) دوئی موجود ہے۔

اے کاش نبود مے عراقی   کزتست همه فساد باقی

کیا اچھا ہوتا کہ عراقی نہ رہتا کہ یہ ساری خرابی تیری ہی وجہ سے ہے۔ (۱)

۳۲ ص

جب طالب سے غیرت ختم ہوتی ہے اور اس کے حالت سے لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ کا اظہار ہوا اور اس کا اثر (ظاہر) اور نہ خبر (باطن) رہتی ہے جیسے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن لیلیٰ مجنوں کے سامنے آئی اور کہا کہ یہ (میں) لیلیٰ ہوں جو تیری مطلوب ہے تو مجنوں نے جواباً کہا اَنَا لَیْلٰی اَنَا لَیْلٰی (۲) جیسا کہ کسی نے کہا ہے

تو درو گم باش توحید ایں بود   گم شدن کم کن که تفرید ایں بود

تو اس میں گم ہو جا یہی توحید ہے۔

سلطان عارفان اسی مقام پر فرماتے ہیں۔

(۳)

تا غا یت من او رامے جستم خود رامے یافتم
اکنوں سی سال است که خودرا می جو یم اد رامے یا بم

جب میں اپنی ضرورت کے مطابق اسے تلاش کرتا تھا۔ میں اپنے آپ کو پاتا تھا اور اب تیس 30 سال سے میں اپنے آپ کو تلاش کرتا ہوں تو اسے ہی پاتا ہوں۔

کیسا بہترین سرمایہ ہے۔

جمال دوست چندان سایہ انداخت   کہ سعدی ناپدید است از حقیری

سعدی کمتر اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے نظر آنا بند ہو گیا کیونکہ دوست کے جمال (اللہ تعالیٰ) کا اس نوعیت کا سایہ مجھ پر آیا۔

(۱) محبوب و مطلوب حقیقی کے عشق کی آگ کوئی چیز باقی نہیں چھوڑتی

(۲) میں ہی لیلیٰ ہوں (۳) حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

یہ مقام نوادرات کی طرح ہے اور بہت کم میسر آتا ہے کسی کو آسمانی بجلی کی طرح بہت کم وقت کے لیے اور بعض کو اس سے زیادہ کبھی کبھی ظاہر ہوتا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

فصل

طالبان تین قسم کے ہیں قال اللہ تعالیٰ (۱) فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ

ایک گروہ اپنے نفس پر جبر وظلم کرنے والے عبادت و زہد کرنے والے طالبان حق ہیں وہ صفائی کے دائرہ میں تاہم انہوں نے دنیا نہیں چھوڑی اور مکمل پاکیزگی حاصل نہیں کی دوسرا گروہ مقتصد کا (۲) وَالْاِقْتِصَادُ هُوَ الْاِعْتِدَالُ وَالْعَدْلُ وَالْمُقْتَصِدُ هُوَ الْعَادِلُ یہ گروہ دل کی سیر کی منزل میں ہے کہ ان کے دلوں کی صفائی ہوگئی ہے اور وہ سیر الی اللہ کی طرف چل دیئے ہیں۔ تیسرا گروہ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ
کا ہے۔ جو حق تعالیٰ کے مقربین ہیں کمال کو پہنچ گئے ہیں انہیں حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا انہیں فنائے (۳) مطلق حاصل ہوگئی ہے۔

در بحر فناچوں غوطه خوردند — جزحق همه راوداع کردند

جب بحر فنا میں غوطہ لگایا تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو الوداع کہہ دیا یعنی چھوڑ دیا۔
سابق بخیرات کا اشارہ اس طرف ہے کہ یہاں مقصود منقود ہے اور مطلوب اپنے پاس ہے۔

دیگراں را وعده فردا بود — لیك مار انقد همه اینجا بود

ہمارے لیے سب کچھ یہیں موجود ہے کل کا وہ وعدہ دوسروں کے لیے ہے۔

چنانچہ یہیں فیصلہ کیا گیا ہے کہ (پہلا گروہ) ظالم نفس شبہ میں ہے۔ (دوسرا گروہ) مقتصد متصوف ہیں اور (تیسرا گروہ) سابق بالخیرات صوفی ہیں۔

---

(۱) پ۲۲ سورہ فاطر یعنی ان میں سے کچھ اپنے نفوس پر ستم گار بعض میانہ رو اور بعض نیکیوں کی طرف سبقت لے جانے والے (۲) اعتدال کو اقتصاد اور عدل کو اور میانہ رو کو عادل کہتے ہیں۔ (۳) فنائے مطلق:- ذات گم ہونا

۳۳ لوگ تین قسم کے ہیں پہلی قسم چوپایوں کی طرح کہ ان کی کوشش کھانے پینے اور شہوات کے پورا کرنے پر ہے۔ وہ لوگ (۱) اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ اسی طرف اشارہ ہے
ان کے اندر دنیا اور اس کے مال و اسباب کی طلب کے سوا کچھ نہیں۔
اس مین تعجب کی بات نہیں کہ اس گروہ کے لوگ حب دنیا کی شامت کی وجہ سے دنیا سے بے ایمان جائیں اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ
دوسری قسم فرشتوں کی طرح ہے کہ ان کی کوشش ہمیشہ عبادت حق و تسبیح و تہلیل ہے اور
(۲)
يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ
رات دن اطاعت کرتے ہیں۔ یہ لوگت عبادت گزار اور زاہد ہیں۔ اس طرح یہ لوگ فرشتون کی طرح ہیں اور ایک لمحہ بھر میں فرش سے عرش پر پہنچ جاتے ہیں اور عرش سے فرش پر آ جاتے ہیں چونکہ یہ مقام تسبیح و تہلیل پر ہیں اس لیے ابھی تک راہ میں ہیں ان لوگوں نے دنیائے فانی اور اس کے خطرات سے دل نہیں لگایا اور ہمیشہ رہنے والی آخرت جو صاف پاک ہے کی طرف رغبت اور توجہ کر رکھی ہے اس جہاں کے اونچے درجات کے لیے انہوں نے اس جہاں میں اپنے آپ کو عبادات کی تکلیف میں رکھا ہوا ہے اس لیے یہ گروہ پاک ہے مگر پھر بھی انہوں نے غیر پر بھروسہ کیا ہوا ہے اس لیے یہ لوگ کم ہمت ہیں۔

اینها که بجز روئے تو جائے نگر انند کوته نظرانند چه کوته نظر انند

یہ لوگ جو تیرے سوا کہیں اور بھی دیکھتے ہیں یہ بہت ہی کوتاہ نظر ہیں
منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عابدوں اور زاہدوں کے پاس سے گرزے اور ان سے پوچھا کہ اتنی عبادت اور زہد کیوں کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ دوزخ سے ڈرتے ہیں اور

(۱) پ ۹ سورہ اعراف:- وہ چوپایوں کی طرح ہیں
(۲) دن رات تسبیح پڑھتے ہیں اور سستی نہیں کرتے

اس طرح عبادت سے جنت کی امید کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مخلوق سے ڈرتے ہو اور دوسری مخلوق کی امید کرتے ہو۔

اس کے بعد ایک اور قوم (لوگوں) کے پاس سے گزرے یہ بھی عابد اور زاہد تھے ان سے پوچھا کہ اس عبادت کا تمہارا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کے لیے عبادت کرتے ہیں عیسیٰ علیہ السام نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو مجھے حکم ہوا کہ تمہارے ساتھ زندگی گزاروں وہب رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ أَنَّهُ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فِي الزَّبُوْرِ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ عَبَدَنِي لِجَنَّةٍ أَوْ نَارٍ لَوْ لَمْ أَخْلُقْ جَنَّةً وَّلَا نَارًا أَلَمْ أَكُنْ أَهْلًا لِأَنْ أُطَاعَ

حق تعالیٰ نے زبور میں فرمایا کہ جو بہشت اور دوزخ کی وجہ سے عبادت کرتا ہے اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں اگر میں انہیں (بہشت اور دوزخ) کو پیدا نہ کرتا تو یہ اہل اطاعت سے نہ ہوتے۔

ص ۳۴

لوگوں کی تیسری قسم پیغمبروں کے مشابہ ہے جنکا مقصود اور مطلوب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ان کی نگاہوں میں غیر حق نہیں سما سکتا عرش بفرش نہ تجلی قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالَىٰ اسی لیے ہے۔ دل کو کون و مکان سے پاک رکھتے ہیں اور توجہ ہمیشہ مولیٰ کی طرف اور جو کچھ غیر مولی ہوگا اس کی طرف توجہ نہ کریں گے انہی کو سلطان ہمت کہتے ہیں۔ أُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ان کے دل محبت کی آگ میں جلے ہوئے اور اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت میں لگے ہوئے عشق نے ان کے دل مین جگہ کی ہوئی ہے اور ان ضمیر میں اس کے سوا کوئی چیز نہیں (۱)

أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ

ان کی دولت ہے اگرچہ وہ مرجاتے ہیں مگر مرتے نہیں وہ ملک حق میں دوست کے مشاہدہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ أَبَدًا

ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا گیا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا هِمَّةً وَّاِسْتِقَامَةً فِی الدِّیْنِ وَاَدَبًا فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ
وَارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ اَنْبِیَاءِكَ وَاَوْلِیَاءِكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ بِلُطْفِكَ وَبِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

تمام شد

چه خوش گفت صاحب طریقت در تفسیر روح البیان

تعصی الا له وانت تظهر حبه   هذا محال فی الفعال بدیع

لو کان حبك صادقا لا طعته   ان المحب لمن یحت مطیع

حاشیہ ص 55

۱) صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں روایت کی گئی حدیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے۔ **حق سبحانہ و تعالیٰ** فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندگان صالح کے لیے ایک ایسی چیز مہیا کی ہے کہ کسی ذات کی آنکھ نے اسے نہ دیکھا نہ کسی کان نے اسے سنا اور نہ اسکی ماہیت کسی دل پر آئی کہ اسکی خوبی اور خوش آواز سے خوش یا خرابی سے ناخوش ہوتا۔ اسی مطلب کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا فلا تعلم نفس مااخفی لهم من قرة اعین ان کی خوشی میں جو کچھ چھپا رکھا ہے کوئی بھی کچھ نہیں جانتا۔ یعنی لوگوں کی خوشی کے لیے صلی الله تعالیٰ علی سیدنا محمدٍ وّآله وَاَصحَابه اَجمَعین وَاٰخِرُدَعوانا اَنِ الحَمدُلله رَب العَلمِین اللّٰهمّ اَعفِرُ لکَاتب المذنِب حبیب الله

تقریظ از حضرت خواجہ شاہ غلام حُسین چشتی صابری حیدرآباد دکنی عم فیضہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ مَصْدَرَ اَنْوَارِہٖ وَجَعَلَ لِسَانَ الذّٰکِرِیْنَ مَخْزَنَ اَسْرَارِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الَّذِیْ وَرَدَ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ فِیْ شَانِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ فَازُوْا مِنْ اَنْوَارِ مَحَبَّتِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ وَتَبَعِ التَّابِعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اٰمِیْن

حضرت خواجہ شاہ معین الدین حُسینی المعروف بہ شاہ خاموش حیدرآبادی (دکنی) کی بارگاہ کے سجادہ نشین سلطان السالکین حضرت مرشدنا شاہ محمد ہاشم چشتی صابری مدظلہ العالی کی خانقاہ کا جاروب کش بندہ درگاہ فقیر غلام حسین شاہ حنفی چشتی صابری حیدرآبادی (دکنی) عرض کرتا ہے کہ سلطان العاشقین سید الکاملین حجتہ الاولیاء برہان الاصفیاء حضرت شیخ جلال الدین محمود تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اعظم شمس العارفین سلطان التارکین حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی حنفی چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام معجزہ بیان حضرت جناب صوفی سید شاہ علی اصغر صاحب چشتی صابری کے طالبان صدق و ارادت کے مفاد کے لیے حضرت مولانا مولوی خواجہ سید شاہ محمد حسین صاحب چشتی صابری مرادآبادی دام فیوضاتہٗ کے حکم پر مولانا حاجی صوفی نور احمد صاحب پسروری صدر انجمن نعمانیہ امرت سر دام فیضہ نے حاشیہ اور درستی کرا کے مکتبہ آصفیہ علوم اسلامیہ امرت سر نے مطبع مجددی امرت سر سے طباعت کرایا۔

الحمدللہ خوشی کا مقام ہے اس کلام (کتاب) ایک خوبصورت پاکیزہ گلدستہ کی طرح ہاتھوں ہاتھ لیکر اس کی طرف اپنی زندگی لگا دینی چاہیے۔

والحمد للہ علی ذٰلک ھو الخالق والمالک والصلوۃ والسلام علی حبیبہ والہٖ واصحابہ وبارک وسلم آمین آمین ثم آمین

قطعہ تاریخ طبع از فقیر سید غلام حُسین شاہ غلام چشتی صابری حیدر آباد دکن

اے غلام ہم سلسلہ چشتہ صابریہ سے منسلک طالبین کے لیے سلوک کے بحر معانی پر حضرت جلال الدین محمود تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب "ارشاد الطالبین" ارشاد فرمائی۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں شاہ دین (حضرت موصوف) کی طرف سے بلا قیمت خزانہ ملا ہے اس کی طباعت میں حضرت اصغر صابری مدظلہ حالی کا شوق اور کوشش شامل ہے۔

تاریخ طباعت کے لیے جب مصرع تلاش کیا گیا تو غیب سے اطلاع ملی

کان عرفان است راہ یقین ۱۳۲۷ھ (اس میں الف مضمر ہے)

ترجمہ از

محمد یونس صابری

یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

27 مارچ 2001ء بروز منگل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف خواجگانِ چشتی صابری

تصنیف شدہ

پیر قدرت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ — مدد کرو یا شیخ نہانی
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمَانِ — تُو محمّد یونس پیر رحمانی
منظور احمد ہیں منظور المشائخ — تُو قدرت قادر سیر نہانی
تُو گوہر علی احمد افضل — تُو حافظ پیر حفیظ مدامی
سیّد اعظم سالم اطہر — جو بھیکھ کہے مقبول مقامی
معالی والی داؤد گنگوہی — تُو صادق صدق صدیق جہانی
ابو سعید نظام ہے تُو ہی — تُو ہی جلال ہیں فخر تمامی
قدّوس گنگوہی محمّد عارف — تُو احمد عارف عشق تمامی
عبدالحق جلال ہے تُو ہی — تُو شمس الدّین ہیں شمس گرامی
صابر صبر فریدی تُو ہیں — تُو قطب الدین ہے قطب ربّانی
مُعین الدّین عثمان ہارونی — تُو حاجی پاک شریف کلامی
تُو ہی مودود ہیں یوسف ناصر — تُو ابو محمّد شرف تمامی
تُو احمد، ابو اسحاق شامی — تُو علو ممشاد ہیں نور افشانی
پیر ہبیرہ خواجہ مرعش — تُو ابراہیم بلخی سلطانی
تُو ہی فضیل ہیں عبد الواحد — تُو ہی حسن ہیں پشت تمامی
شاہ علی مرداں ہیں تُو ہی — ہر نسبت نہیں ہے تیرا ثانی
تُو ہی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم، تاج لولاکی — خالق خلق مخلوق تمامی
سیّد عبد القادر تُو ہیں — سب ولیاں سر قدم گیلانی
مَیں مسکین اثیم ہوں تیرا — تُو قدرت کا ہے، قادر باقی

منم منظور احمد سرگردانی
نہ دارم جز درِ تو آستانی

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا

الحمد لله که درین ایام خیر و برکت التیام تصنیف منیف قدوة السالکین

سراج العارفین حضرت خواجه جلال الدین صاحب تهانیسری رحمة الله علیه موسوم

ارشاد الطالبین

به تصحیح تمام و سعی مالا کلام حضرت مولانا حاجی نور احمد صاحب چشتی پسروری ادام الله برکاتهم

بلحاظ خاطر حضرت سید علی اصغر ابن سید میر احمد شاه صاحب نقشبندی مرحوم و مغفور [illegible]

در مطبع مجددی امرتسر مطبوع گردید

۲

حق حق حق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَی الطَّالِبِیْنَ فَوْقَ لِقَائِهٖ وَاَیَّدَ الْمُشْتَاقِیْنَ
ذَوْقَ رِضَائِهٖ وَالَّذِیْ جَعَلَ ذِکْرَهٗ اَعْلٰی حَیْثُ قَالَ فِیْ کَلَامِهِ الْمَجِیْدِ
وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ وَخَیْرٌ وَسِیْلَةٌ اِلٰی اِنْجِلَاءِ الْقَلْبِ حَیْثُ قَالَ حَبِیْبُهُ
الْمُجْتَبٰی لِکُلِّ شَیْءٍ مِصْقَلَةٌ وَمِصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰی مُحَمَّدِ ِالَّذِیْ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی مُبَیِّنًا
مَنَاهِجَ الْوُصُوْلِ اِلَی الْمَوْلٰی بِالْمِلَّةِ الْحَنِیْفِیَّةِ الْبَیْضَاءِ وَالسُّنَّةِ الشَّرِیْفَةِ الزَّهْرَاءِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اَسَّسُوْا قَوَاعِدَ الدِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ
امابعد فقیر حقیر جلال الدین محمود تھانیسری بفضل اللہ و عونہ بتالیف
این رسالہ مسمٰی بہ ارشاد الطالبین در بیان ذکر توفیق یافت یعنی اہل دین
و مرو مان یقین را از حضرت مرشد الحق و الحقیقت و اہل اللہ موجد درگاہ
حضرت شیخی و مرشدی قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت شیخ
عبد القدوس گنگوہی الحنفی الچشتی الصابری متع اللہ الطالبین بطول بقائہ
مشرف بتلقین شدہ بود در یک جمع کردہ و بہ تسطیر این سطور شتافت۔
تا طالبان صادق بہرہ مند شوند و این بے بہرہ را بفاتحہ یاد کنند

حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولٰی و نعم النصیر

بدان وفّقک الله تعالیٰ علیٰ طلبه واوصلک الیٰ معرفته که سرمایهٔ همه مقاصد و منتهائے مطالب طلب محبت و معرفت ذات جل و علا است و خلقت انسان از جهت عرفان است وما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون. ای لیعرفون مے آمد که مهتر داؤد علیه السلام مناجات کرد و گفت الٰهی لماذا خلقت الخلق فرمان شد کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف یعنے خلق را از جهت عرفان خود پیدا کردم تا مرا بشناسند و بمارو آرند عزیز من هر که را سعادت عرفان ربانی دادند و دولت معرفت سبحانی نصیب وے کردند ویرا از همه برگزیدند و همه دولتها و نعمتها رسانیدند که من له المولیٰ فله الکل و هر کرا این نعمت فوت شد وے هیچ نیافت و حرمان و خسران نصیب وے شد که من فاته المولیٰ فاته الکل

؎

آنکس که ترا ندید او هیچ ندید   آنکس که ترا نیافت او هیچ نیافت

بدانکه راه خدا تعالیٰ در مشرق و مغرب و جنوب و شمال نیست و در زمین و آسمان نیست بلکه در بهشت و عرش هم نیست راه خدا تعالیٰ در درون تست وفی انفسکم افلا تبصرون رمز این سخن است راه خدا تعالیٰ بدل توان رفت نه بقدم که کار جوارح عبادت است نه معرفت لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن بشعر این سر است قلب المؤمن عرش الله تعالیٰ بدین معنے است و آن دل است که از غیر حق خالی است

یا [illegible] الله [illegible] نظری بسوئی خود کن که تو جان دلربائی ، [illegible] که تو منزلت جائی ، [illegible] خود نهانی [illegible] نهانی ،

وہموارہ دریاء مُؤلیٰ جاری است دل کہ بغیر حق مشغول است خانۂ دیو است ؎

دل یکے منظریست رحمانی خانۂ دیو را چہ دل خوانی

طالب حق را بر حکم طلب واجب است کہ خدمت وکفش برداری صدیقی کند کہ درین راہ رفتہ باشد ونشیب وفراز این راہ دریافتہ باشد ومقتدائے شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت گشتہ باشد تا آن مرشد کامل آن طالب صادق را راہنمائی بہ خیر کند ومرید صادق مہذب بافعال واخلاق حمیدہ در سایۂ دولت آن مرشد کامل گردد وقال اللہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وقال علیہ السلام الرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ ؎

رہبرے جو کہ درین وادیہ پر سو راہ است مرد سر گشتہ چہ داند کہ کجا باید رفت

وارشاد حاصل نشود مگر بطول صحبت مرشد یا افعال واحوال واخلاق او دانستن وبدان عمل کردن ومواظبت نمودن میسر آید وبتدریج شائستہ درگاہ گردد ومقتدائے روزگار شود بتوفیق اللہ تعالیٰ

فصل

بدانکہ ابتداء این راہ از شریعت است چنانکہ فرائض وواجبات وسنن ومستحب وآداب جملہ بجا آرد ولقمہ وجامہ وجائے وتن خود را از حرام وشبہ واز پلیدی وحدث وجنابت پاک دارد وحواس خمسہ را از لوث معصیت نگاہدارد واین را طہارت جوارح گویند از معاصی واین جملہ شریعت است پس از آن راہ طریقت است کہ دل خود را از اخلاق ذمیمہ چنانکہ حب دنیا وحب جاہ وحب شہوت وحسد وکینہ وکبر وحرص وبغض وبخل وغیر ذالک پاک دارد وباصفات حمیدہ چنانکہ صدق وصفا وحلم وسخاوت ومروت ووفا واحسان باخلق وحسن خلق وصدق معاملہ باخلق وجز آن آراستہ گردد واین را گردش خوانند وتبدیل اخلاق دانند

واین مہتے عظیم است و بے این دولتِ دین ہرگز میسّر نیاید و بے دین راہِ حق رفتہ نشود و درین کار عزلت و خلوت باید تا بر دوام مشغل میسّر آید و خلل در کار رُو نہ نماید بیت

سخن با کس مگو اِلّا ضرورت خلل تا در نیفتد در حضورت

بعد ازان راہِ حقیقت و معرفت است و آن سرّیست کہ در سینۂ عارفان ماند و خبر حق دہد۔ این است مطلوب در شریعت و طریقت کہ آن پوست است و این مغز است بیت

حقیقت راہِ حق سرِّ نہانست درون جان و بیرون از جہانست

فصل

بدانکہ طالبانِ حق بر سہ قسم اند عُبّادِ اخیار۔ زُہّادِ ابرار۔ عُشّاقِ شُطّار۔ بیان ہر یکے اِملتا بے دادہ۔ اما آنچہ عُبّاد باو بسا لہا رسند زُہّاد باندک مدت بدان منزلت رسند و عُشّاق باندک تر ازان مدت بدان مرتبہ رسند وَالْفَضْلُ بِیَدِ اللهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ۔ اما رمزے از شغلِ عُشّاقِ شُطّار در میان آمد کہ سیر ایشان آنست از زہادت برخیزد و از ریاضت بگریزد و کشف و کرامت بجوے نہ خرد کالْعَابِدُوْنَ مَحْجُوْبُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَالْعَامِلُوْنَ بِعَمَلِهِمْ وَالزَّاهِدُوْنَ بِزُهْدِهِمْ وَاَهْلُ الْکَرَامَاتِ بِکَرَامَتِهِمْ و عُشّاق بر این منازل توقف روا ندارند و از این منازل مترقی شوند و مقیدِ بچیزے نگردند و پریدہ و دویدہ و ہمہ جانباز و جہانباز باشند از عبادت و زہد و تقویٰ و ریاضت احتراز کنند و دیدۂ شند خون خورند و گم شوند و پیش از مرگ بمیرند و بحق رسند آینجا اکثر مدعیانِ سلوک و جُہّالِ صوفیہ راہ خطا کردہ اند و گمراہ گشتہ اند العیاذُ باللهِ مِنْ ذالِكَ

۶

رُوِیَ عَنِ السَّلَفِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّمَا حُرِمُوا الْوُصُوْلَ لِتَضْیِیْعِهِمُ الْاُصُوْلَ وَالْاُصُوْلُ رِعَایَةُ الشَّرِیْعَةِ وَالطَّرِیْقَةِ وگفته اند تِلَاوَتُ الْقُرْاٰنِ وَالْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّةِ اُمُوْرٌ حَسَنَةٌ وَلٰکِنْ شَانُ الطَّالِبِ شَانٌ اٰخَرُ۔ گفته اند که کارِ طالبِ حق بعد ادائے فرائض و سنن رواتبه منحصر بشغلِ باطن است نه بکثرتِ نوافل و اعمالِ جوارح که آن طریقِ زُهّاد است رباعی

مارا نه مرید ورد خوان میباید | نه زاهد نے حافظِ قرآن میباید
صاحبِ درد و سوخته جان میباید | آتش زده بخانمان میباید۔

مذہبِ طائفه شطّار التَّوَجُّهُ اِلَی اللّٰهِ وَالْاِعْرَاضُ عَمَّا سِوَی اللّٰهِ است و وردِ ایشان اَللّٰهُ وَلَا سِوَاهُ ع الحدیس است عاشقان را۔ این راه نیستی و پستی و برانداختنِ هستی و خودی است رباعی

در ره بالوئے عدم مے زند | کیست درین راه قدم مے زند
هرکه درین راه مجوّز دوست | بر سرِ کونین قدم مے زند

فصل

بدان که مثالِ خلق چون بیماران است و مثالِ پیغمبران چون حکیمان و طبیبانِ حاذق و مثالِ قرآن شریف چون خزانهٔ دواها و معجون ها و شربت هائے گوناگون و بیماری خلق مختلف است قال الله تعالیٰ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ وَمَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ و امروز ختمِ پیغمبری به خاتم النبیین حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی الله علیه وسلم شد و بعدِ پیغمبران علماءِ ربانی اند که بر امتِ وارثانِ پیغمبران اند قال الله تعالیٰ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وقال علیه السلام اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ وَعُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ

۶

وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِیْرٌ مِنْ اُمَّتِیْ مراد ازین علمائی آخرت اند نه علمائی دنیا
که اہل جدل و طالبانِ جاه و ناقلانِ روایات اند و ہمیشه ہمت شان بر شغلِ غیر است
نه بر طلبِ حق خوش گفت کسیکه گفت ؎

راه زد مشغولیِ عالم ترا | نیست پروای خدا یک دم ترا

و آنکه مخالطت با ابنای دنیا دارند حکم ایشان این است اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ اللّٰہِ
فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ یُخَالِطُوا الْمُلُوْكَ فَاِذَا خَالَطُوْهُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ هُمْ
شِرَارُ الْخَلْقِ لُصُوْصُ الدِّیْنِ وَقُطَّاعُ الطَّرِیْقِ وقوله تعالی مَثَلُ الَّذِیْنَ
حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا اشارت
بدان دارد بیت

علم کان بهرِ کاخ و باغ بود | ہمچو مر دزد را چراغ بود

بدانکه راه خدا تعالی بدل توان رفت و دل یکی است قال الله تعالی
مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ در یک دل محبت دو چیز نه گنجد
خوش گفت بیت

نه جای ندادم هیچ یاری دگر | خیالِ تو دارم نه کاری دگر

وَقَدْ وَرَدَ فِی الْاَخْبَارِ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا دَاوٗدُ
اِنْ كُنْتَ لِیْ فَلَا تُحِبَّ الدُّنْیَا فَاِنَّ حُبِّیْ وَحُبَّهَا لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبٍ وَاحِدٍ
وَابْغَضِ الدُّنْیَا فَاِنَّهَا حِجَابٌ مُبْعِدٌ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی و اگر نه پرهیز از حرام است
نه از حلال از ینجا گفته اند که در حقیقت ترک حلال فرض است چنانکه در شریعت
طلب حلال فرض است و این سریست معز ترکِ ماسوای الله است بیت

از دل بیرون کنم غمِ دنیا و آخرت | یا خانه جای رخت بود یا خیالِ دوست

پس هر دل که بغیر حق مشغول است خانهٔ دیو است و خراب. خانهٔ خراب مر ترا
نشاید خدا تعالی را دل خراب کی شاید ✤

۸

فصل

بدانکہ مرضِ دل سہ چیز است یکے حدیثِ نفس کہ ہمیشہ بقصد و اختیار در دل حدیث میکند خواہ در خلا خواہ در ملا خواہ در نماز باشد خواہ در غیر نماز۔

دوم خطرہ و آن بغیر قصد در دل مے آید و مے رود سیوم نظرِ دل کہ بغیر است و آن علمِ اشیا است پس دل بہ این امراضِ ثلثہ خراب گشتہ و از یادِ خدا بیگانہ دور افتادہ و خود را بہ باد دادہ چون طالب صادق است توفیق دریابد و بخدمتِ مرشدِ کامل شتابد تا آن شیخ کامل آن مرض را بصحت بدل گرداند تا بدان صحتِ دل دانا و بینا و حق گرو دوہ مشاہدہ حق بود و اصل این کار و عمدہ این اسرار شغلِ باطن است و آن اسمِ اعظم اسمِ ذات است کہ در محلِ حدیثِ نفس بنشانند آن بلندی است کہ از عالمِ علوی ترقی دہد و اسماء و صفاتِ الٰہ را مقامِ خطرہ بنشانند آن آتشے است کہ خاشاکِ غیر را بسوزد و آن آتش محبتِ حق تعالیٰ است کہ در دل افروزد اینجا گفتہ اند اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ و نظرِ دل بجمالِ مرشد دارد تا بواسطہ جمالِ مرشد کہ در عالمِ شہادت است جمالِ حق تعالیٰ کہ در عالمِ غیب است تواند دید از انست کہ جمالِ شیخ را آئینہ حق خوانند اینجا گفتہ اند کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا تعالیٰ را در جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دید اگر طالب صادق بہ تلقینِ مرشد بدان طریق مشغول شود امید است آنچہ اخیار و ابرار را در سنینِ بسیار حاصل شود این را در ابتدائے حال بعونہٖ تعالیٰ حاصل گردد۔

للموفق والمیسر ھو اللہ سبحانہ تعالیٰ بیانِ این طریق در ذکرِ پایہ شرح گردد ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

در بیانِ ارشاد و تلقین کہ از پیران رسیدہ است بدانکہ مرشد طالبِ صادق را فرماید

تا سه روز روزه متواتر دارد و اگر تواند طے کند والا باندک افطار کند و هر روز کلمهٔ تهلیل و استغفار
دو دو هزار بار بگوید بعد سیوم روز آخر شب غسل کرده پیش مرشد بیاید مرشد او را در خلوت
پیش خود به ادب بنشاند و هر ذکرے که ملائم حال مسترشد داند تلقین فرماید و خلوت
چنان باید که جز مرشد و مسترشد ثالثے از جنس او نباشد زیرا که تلقین مرشد اسرار حق است
و هر طالبے باسرارے مخصوص است و وصیتے فرماید که مرید صادق بر حکم تلقین مرشد
ذکر را در کار آرد و دور از گفتار و اظهار دارد تا ثمر اسرار و انوار گردد و طریق تلقین اینست
که یکبار مرشد ذکر بگوید و مسترشد بشنود پس مسترشد بگوید و مرشد بشنود همچنین سه بار
تکرار کند و حواله سازد و حواله آنست که مرشد بگوید چنانکه ما را از پیران رسیده است
ترا دادیم و مسترشد گوید قبول کردم بعده بفرماید تا در حجرهٔ تنگ و تاریک که آواز کس
آنجا مسموع نشود و از اسباب و متاع خالی باشد در آید الا چنان تنگ نباشد که
از قیام و قعود و غلطیدن متعذر بود و مربع بنشیند اگرچه مربع نشستن بدعت است
و هیچ پیغمبر مربع ننشسته است که مربع نشستن قعود متکبران است اما رخصت
از انست که حضرت عمر در مسجد مربع نشسته است و پیران برائے ذکر کردن مربع
نشستن فرموده اند و پشت راست دارد و تا خم نه خورد و چشم بندد و دو دست بر هر دو
زانو نهد و نر انگشت پائے راست و دوم انگشت که متصل آنست رگ کیماس جانب
چپ را محکم گیرد و کیماس رگیست مربوط بباطن قلب چون قوت در ان رسد در باطن
حرارت پیدا آید و حرارت باطن موجب تصفیهٔ قلب است بعده بابیست و یک زبان
مشغول بذکر گردد جهریه و خفیه چنانکه ذوق دست دهد و انشراح یابد تا عبادت بود و عادت نباشد

فصل

بیست و یک زبان عبارت است از زبان و بست رؤس یعنی سر اصابع دست و پا
که منتهائے اعضا اند و درین اشارت است که ذکر بقوت گوید تا اثر خشوع و خضوع

در قلب واثرِ ذکر در ہمہ اعضا و رگہا و پوست و گوشت و خون و استخوان و مغز درآید و ذکر متاصل گردد و مثمر مکاشفات و انوار و وارِدات ربانی شود چنانکہ از قرآن ثابت است اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۞

فصل

در بیان ذکرِ نفی و اثبات۔ بدانکہ ذکر نفی و اثبات ذکرِ کلمہ طیبہ است و اصل و مختار و معمولِ اکثر مشائخ است لقولہ تعالیٰ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ مراد از قولِ سدید کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ است وقال سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ لَيْسَ لِقَوْلِ لَا اِلٰهَ ثواب الاعمال و ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ را شانے عظیم است اگرچہ بمجرد لسان باشد کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ و صادقان متقدمین۔ اگر در دل غبارے می یافتند سہ بار کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بذوق و شوق میگفتند غبار دور شدہ و پردہ برمے داشتند و در مشاہدہ می شدند اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اشارت بدان دارد و بہ استغفارِ ہفتاد بار حاجت آمد برائے رفع حجاب قلبی و این اشارت است کہ مومن باستغفار و توبہ بسیار مشغول شود اَلتَّوْبَةُ اَصْلٌ لِكُلِّ عِبَادَةٍ و بکلمہ سہ بار گفتن رفع حجاب قلبی مے باشد کہ بہ یکبار گفتنِ آن ایمان حاصل مے شود ۞

فصل

بدانکہ طریقِ ذکر چہار ضربی در نفی و اثبات اینست۔ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ از جانب چپ کشیدہ بجانبِ راست رساند و مدِّ را درازتر آنقدر کشد کہ ضربات ثلاث در یکدم بیاید و بکلمہ اِلَّا اللّٰهُ ضرب چہارم بردل زند و ضرباتِ ثلاث در کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اشارت است

بر نفی سہ خطرات شیطانی و نفسانی و ملکی و ضرب چہارم در کلمۂ الا اللہ اشارت
است با اثبات خطرۂ رحمانی ضرب اول بر زانوئے چپ اشارہ بر نفی خطرۂ شیطانی
کہ مقر و مقام شیطان طرفِ چپ است و ضرب دوم بر زانوئے راست اشارت
بر نفی خطرۂ نفسانی کہ ہموارہ میانِ نفس و شیطان مقابلہ است و ضرب سیوم بر دوش
راست اشارت است بر نفیِ خطرۂ ملکی کہ دوشِ راست مجلسِ فرشتہ کاتبِ خیرات است
و ضرب چہارم بر فضائے دل بکلمۂ الا اللہ اشارت است بذاتِ پاک حق سبحانہ
و تعالی۔ بدانکہ در نفی خطرات علیحدہ علیحدہ تفرقۂ باطن است و مقصود کلی حضور
و جمعیت است پس مرشد لفظِ کلی تلقین سیفرماید تا نفی ہمہ خطرات بیکبارگی حاصل
شود و در کلمۂ لا الٰہ نفی لا معبود یا لا مقصود یا لا مطلوب یا لا موجود ملاحظہ کند و ملاحظۂ
اہلِ وحدت ہمین لا موجود است کہ مقصودِ کلی و مطلوبِ اصلی است و در کلمۂ
الا اللہ مفہوم آنرا ملاحظہ کند و جز ذاتِ پاکِ حق ہیچ نداند و ملاحظۂ غیر ذات نکند
کہ مقصود نفیِ غیر در ملاحظہ است و اگر مسترشد عجمی باشد بزبانِ فارسی و ہندوی
بر قدرِ فہم او تلقین کند و فہماند روا باشد و ذکر دو ضربی (یعنی تا خطرے) و مادام بیشتر گوید چنانکہ مستغرق
ذکر شود کہ در چہار ضربی نیز تفرقہ است و دو ضربی آنست کہ یک ضرب لا الٰہ الا اللہ
دوم ضرب الا اللہ و مے باید کہ کلمۂ محمد رسول اللہ بعد سیوم بار یا پنجم بار یا ہفتم بار یا دہم
بار گوید یعنے در ہر عشرے یکبار بگوید تا ذکرِ کلمۂ طیب باشد و باید رکن مترتب شود کہ ذکر
ہمین رکن است و باقی جملہ شرائط است و اگر ذوق و انشراح یابد و تکلف برخیزد
چندانکہ تواند ہمان کلمۂ لا الٰہ الا اللہ بگوید تا دل مصفا گردد و صقالت رو نماید قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لِکُلِّ شَیْئٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ بیت

تا بجاروب لا نروبی راہ ۔۔۔ نرسی در مقامِ الا اللہ

و اینجا سرے عظیم است دریاب کہ چون آئینہ صفا یابد بر قدرِ صفائی او لا جمان منقلا
در رو تابد پس باید کہ جز ذکرِ لا الٰہ الا اللہ بلکہ اللہ دیگر نگوید تا ہمہ اللہ بود و قلب المؤمن

عرشُ اللہِ تعالیٰ این باشد وجلوۂ آن قلب این بود کہ مصطفےٰ می فرماید صلی اللہ علیہ وسلم قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰہِ وَحَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰہِ اَنْ یَّلِجَ فِیْہِ غَیْرُ اللّٰہِ ع

آنجا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام را ✦ ابیات

تاکہ باشد یاد غیرے در حساب	یادِ مولا از تو باشد در حجاب
چون نماند در دل از اغیار نام	پردہ از محبوب خیزد تمام
چون ہمہ یادِ تو از مولا بود	ہمچو مجنونت ہمہ لیلےٰ بود

وبدانکہ خطرۂ شیطانی خطرۂ معصیت است وخطرۂ نفسانی خطرۂ تنعّم بہ لذات وشہوات وخطرۂ ملکی عبادت وطاعت است وخطرۂ رحمانی در دو طلب محبت وعرفان حق جل وعلا وہموارہ در مشاہدۂ حق بودن است واین بیان بر طریق اجمال است وتفصیل ادراکِ خطرات جز عارفِ ربانی را نباشد ✦

فصل

ذکرِ نفی واثبات بعد نماز فجر وعصر کہ محلِ نوافل نیست معمول ومختار حضرتِ شیخ ما دامت برکاتہ است باید کہ مداومت نماید کہ تاثیر برکات بسیار است وطریق اینست بعد اداے فریضہ مستقبلِ قبلہ نشیند وآیۃ الکرسی بخواند و بایا یان ذاکر گوید کہ کلمۂ لا الٰہ از جانب چپ آغاز کنند وبجانب راست رسانند وبہ آوازِ بلند باشد با مدِ طویل وقوتِ تمام وملاحظۂ سبعت صفاتِ سلبیہ یعنی نفی ہمہ صفاتِ ناسزا از حضرتِ سبوح قدوس واز حضرت لا شریک لہ واز حضرت لیس کمثلہ شئی واز حضرت لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد وکلمۂ الا اللہ بر فضاے دل با قوت زند وبلند آواز با مدِ طویل گوید وملاحظہ سبعت صفات ایجابیہ کند یعنے اثباتِ ہمہ صفاتِ سزا مر حضرتِ احد اللہ الصمد حق اللہ رب العالمین الرحمن الرحیم را وبعدہ بہ نیاز محمد رسول اللہ گوید ہمچنین سہ بار تکرار کند بعدہ بذکر لا الٰہ الا اللہ با ملاحظۂ واسطہ وامام مشغول

شود تا آن دم که ذوق وست دہد در کار باشد آخر سہ بار لآ اله الا الله محمد رسول الله بلند آواز باتید طویل چنانکه اول گفته شده بود با ملاحظه بگوید صفات سلبیه و ایجابیه باواسطه بگوید بعده دست تا سینه بردارد وکشاده دارد و دعا خوانده بروے بمالد فرود آرده باورد و اوراد مشغول شود و صفات سلبیه و ایجابیه مرخدائے تعالی را ساوی اند ازان جهت هفت کلمهٔ سلبیه در لآ اله و هفت کلمه ایجابیه در الا الله ساوی بیان شد

فصل

در کلمهٔ لآ اله الا الله ملاحظات بسیار اند مثلاً هیچ نمی خواهم مگر ذاتِ حق . هیچ نجویم جز ذاتِ پاکِ حق یا نیست هیچ معبودے جز ذاتِ پاکِ حق یا نیست هیچ مطلوبے جز ذاتِ پاکِ حق یا نیست هیچ موجودے جز ذاتِ پاکِ حق و این ملاحظه بر طریق نزول و عروج گوید چنانکه اول بار لا معبود الا الله . دویم بار لا مطلوب الا الله سیوم بار لا موجود الا الله و این را نزول گویند و این جمله سه اسم میشوند مے باید که در یکدم این سه اسم را بگوید ملاحظه صفات فوت نشود تا دل مصفا شود چندان کوشد که ده چند صد چند شود و دم زیادت گردد و اگر عجمی باشد به فارسی و هندی نزول و عروج کند و بعض اوقات با یاران مدور بنشیند و ذکر جهر گوید و انتقال از ذکرے بذکرے بدین طریق کنند و تجدید توبه کنند و بگوید اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بعده بست و یکبار این استغفار گوید اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ بعد این صلوة بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم بفرستد اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ بعده تسبیح تمام و کلمه طیب باند بلند گوید همچنان کشکه تمام صد کشیدن مستوفی شود و ملاحظه صفات سلبیه و ایجابیه که مسطور شده بکند وسط فوت نیارد و بعده ذکر کلمه لآ اله الا الله

با ملاحظهٔ واسطه دما دم بگوید چندانکه ذوق دست دهد بعده ساعتے دم در کشد و سر فرو اندازد
بر طریق متواضعان بود و امید آنکه از حضرت حق تعالیٰ در دل چه وارد شود و باز بسیار کلمه
طیب چنانکه اول یاد گفته بود بگوید بعده کلمه الا الله چندانکه انشراح باطن در یابد بگوید
باز هم چنین ساعتے دم در کشد و متواضع بود و مر خدای تعالیٰ را باز سه کلمه طیب چنانکه
بالا گفته بود بگوید بعده بذکر الله مشغول شود چندانکه شوق در کار باشد و مستغرق
در ذکر بود تا باید که با حروف تمام ذکر بگوید و کلمه الا الله از کلمه لا اله الا الله بسیار گوید
و کلمه الله از کلمه الا الله بسیار گوید بعده دست بردارد و فاتحه بروح پیران و حضرت
رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بخواند و دعا کند بجهد مزید ذوق و شوق ربانی و فتح
باب انوار و اسرار سبحانی تکبیر بگوید و مریدان و یاران سر در قدم شیخ آرند و اگر تنها
و قتے بذکر سبحان الله بملاحظه پاکی و بے عیبی مر خدا را است بگوید باز ذکر الله اکبر بملاحظه
که خدائے بزرگ تر است بگوید باز ذکر الله الله با ملاحظه اسما و صفات مشغول شود.

فصل

در بیان ذکر سه پایه بدانکه این ذکر را سه ارکان اند یکے اسم ذات در مقام حدیث نفس
دوم ملاحظه صفات امهات در محل خطره سیوم واسطه در مرکز نقطه دل و تمثیل این
سه پایه اینر نیز کرده اند که بقوت یکی قایم نماند و این معنی رکن است و اسما و صفات یا
کر با اسم ذات یاد مے کنند در اصطلاح مشایخ ملاحظه و اراده خوانند و این منظور را تصور
و واسطه و رابطه برزخ گویند و شرایط این ذکر مشهور هفت اند که بے این ذکر نبود یکے غسل
دوم نه سوم نیت و با این سه شرائط و گر شش رکنے گویند و اصل همین کار بے دانند.
چهارم محاربه پنجم مراقبه و این دو مستدا خل اند تداخل محاربه در شد است و تداخل مراقبه
در ملاحظه است ششم محاسبه هفتم محافظه تا غفلت و غفلت نبود و ذکر بر دوام باشد و این
هفت شرائط ذکر دو رکنے گویند و مشهور همین کار همین دانند و بر واسطه عشق شرط هشتم

است چنانکه گفت **بیت**

برزخ ذات و صفات و شد و نه و تحت و فوق
می‌نماید طالبان را کل نفس ذوق و شوق

و دو شرط دیگر اند که ملازمت آن نیز باید تا فائده تمام حاصل آید و این تعظیم و حرمت است تعظیم و وقار حق تعالی حرمت رعایت ادب و دیگر در همه اوقات و در بودن از بد عادت پاک بودن از جمیع محرمات و شبهات با این دو شرط ذکر دوازده رکنے گویند و کمال درین کار دانند باید که در یکدم ذکر چندان قبض دم کند که تنگی نفس بود و بیخودی پیدا آید و چندان سعی کند که هزار دم در روز و هزار دم در شب میسر آید لیلاً و نهاراً مستغرق ذکر گردد **بیت**

اگر یک ذکر گوید صبح تا شام
رسد کارش بفضل حق با تمام

ذالک فضل الله تعالی چون بهترین طریق توفیق یابد ذکر بعرض جان رسد و خبر سبحان دهد تا کدام سعید ابد را ازین دولت حصه بود **بیت**

محروم دولت نبود هر بشرے
بار مسیحا نکشد هر خرے

فصل

بدانکه ذکر اسم ذات الله است و ملاحظه اسماء و صفات سمیع و بصیر و علیم است و این صفات را صفات امهات گویند و این ترتیب را نزول کنند سمیع بصیر علیم باز عروج کنند علیم بصیر سمیع ـ باز نزول کنند سمیع بصیر علیم نه بار شود باز بجان سر بهترین طریق ذکر گوید و معنی اسماء و صفات در خاطر گذراند تا مفهوم ملاحظه حاصل شود و خیال بلا ملاحظه گذارد تا راه خاطر بسته شود و نظر دل دائم بر واسطه ذکر دارد که در واسطه نوبت نیست و در ملاحظه نوبت است و تصور اصلی بزرگ است چون مرید در شیخ فانی شود از برکت آن فنا فی الشیخ فنا فی الله حاصل آید از غیر حق تا از خود هم شود آگاهی نماند ذاکر و ذکر در مذکور محو گردد نظم ـ توحید حلول نیست نابودن تست ؛ ورنه بگزاف آدمی حق نشود

خواهی که سخن ز جان آگهه شنوی ؛ وانا اسرار ز مردان شناخته شنوی

فصل

نزول و عروج را معنی آنست که از سمیع به بصیر و علیم مے آید باز از علیم به بصیر و سمیع میرود و دیگر آنست که طالب در اول مرتبه در عالم عقل و شهادت است و این مقام نزول است و در دوم مرتبه از مقام عقل و شهادت در مقام غیبت ترقی کند و واردات سبحانی در یابد و در تلوین حال مے افتد و این معنی عروج است باز در مقام شهادت و عقل مے آید و این مقام تمکین است و بدین معنے واصلان و کاملان را احیاگویند و این مقام مقام انبیاء و خواص اولیا است و از این مقام مغلوب الحال نمی گردند و شطحیات نمے گویند و اصلاح و تزئین کنند و ابتدا از سمیع بدان معنی است که احاطت اسم سمیع اندک تر از احاطت اسم بصیر است و احاطت اسم بصیر اندک تر از احاطت اسم علیم است و نهایت باسم علیم بدان معنی است که اسم علیم محیط عالم است و هو بکل شیء علیم

فصل

بدانکه طریق ذکر سه پایه نزد حضرت شیخ ما دامت برکاته این است که الله بدل گویند و زبان در کام سخت کنند تا متحرک نگردد و همزه از تحت آغاز کنند تا ذکر تمام دم بے نقصان شود و مد کشند تا ملاحظه با واسطه تمام در آید. دوم بار الله با تحت و مد گویند و ملاحظه و واسطه کنند سوم بار الله با تحت و مد گویند و ملاحظه و واسطه کنند و این نزول است و همچنین طریق عروج و نزول در یک اسم ذات پاک یک اسم صفات ملاحظه کنند و بعضی سه از اسماء و صفات در یک اسم ذات ملاحظه کنند و مد دراز کشند و بعضی هر سه اسماء صفات که نزول و عروج و نزول است در یک اسم ذات ملاحظه کنند و بعضی مد اسم ذات تا حد یک نفس دم کشند و اسماء صفات در ابتداء ملاحظه کنند و این سه طریق اخیره با شغل او را دخوانند و این طریق هر چند برگزیده و پسندیده است اما در وے نوعی از تفرقه است و انتقال است

از اسم ذات به اسم صفات ونیانست از اسم ذات۔ وطریق اول مصفااست وانا این جهت
وہم شغل ذات باصفات است وما بدین راه رفتیم و به مقصود رسیدیم الحمد لله علیٰ ذالک

فصل

بدانکه شند و مد و تحت و فوق آنست که ذکر از تہ ناف فرو ناف باشد نہ یعنی با قوت آغاز
کند و مد کشد یعنی دم را دراز کشد و صوت حسن یار کنند تا ذکر عبادت باشد و عادت نبود
که فارق میان عادت و عبادت قصد و مشقت است و ذکر القلب را وسوسه نباشد و تمام
دم از بالائے سینه بگیرد و قبض دم کند تا و بیک دم دو ذکر یا سه ذکر یا زیاده ازین باشد تا
حرارت در باطن پیدا آید و حال متولد شود باید که کشش دم هر دم فوق المعتاد باشد تا موجب
انتشار هوا گردد و حرارت باطن پدید آید و دسومات باطنه گداخته گردد زیرا که هوا گرمی دارد و از بیرون
هوا گرمی به دسومات باطنه نمی رسد و عروقی که متصل به دل اند چربی بسیار دارند و بواسطه چربی خناس
موسوس بدان عروق تعلق میکند و خیالات فاسده و وساوس باطله در دل میکند اندچون
دم بسته گردد حرارت دم بآن چربی رسد و گداز شود صفا در دل پدید آید و خناس مقهور گردد
و نیز چون کشش دم فوق المعتاد باشد قبض دم و تنگی نفس گردد و در قبض دم خطره بندی شتاب
شود و محویت بزودی پدید آید و حرارت دم در تمام اندام سرایت کند و ذکر در تمام اعضاء و گوشت
و پوست جاری گردد و آتش محبت در دل افتد بفضل الله تعالیٰ و حسن توفیقه۔ غایت ما فی الباب
کشش دم و خطره بندی را خلو معده از طعام و آب شرط است خصوصا در ابتداء حال۔
خوش گفت کجا ذکر گنجد در بنان آنرا بسختی نفس میکشد پا دراز‌ها وهو الموفق بالخیر
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ؂

فصل

بدانکه در تحت فوائد بسیار و حرج تمام و د اعتبار بے تحت ذکر نقصان و در تحت حرج

وزبان تباه خون بارد و بہلاک آرد تبر خیند تحت بلیغ ذکر تا صل پس از تحت بہا امکن
جاره نبود دا تا باید که خود را از حرج دور کند و تحت در کار آرد والله یعصمک از تمامی وقت
ہیچ زبان نرسد و ذکر بمغز جان رسد و خبر از سبحان دهد انشاء الله تعالےٰ. **بیت**

جان باد که وصل او بدستان ندهند — سر از قدح شرع بستان ندهند

فصل

بدانکه پاس انفاس آنست که ہمه اوقات انفاس را بذکر مشغول دارد تا خطره غیر حق
در دل مجال نیابد **مثنوی**

پاسبان دل شوند در کل حال — تا نیابد ہیچ دزد اینجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد دان — این عبادت سالکان از فرض دان

ہر دم بیاد حق بگذارند عانفاس خود را ضائع نه کنند خوش گفت **قطعه**

ہر یک نفس که میرود از عمر گوہریست — کان را خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند این خزانه دہی رائگان بباد — وانگه روی بخاک تہیدست وبینوا

فصل

بدانکه شغل باطنی بانواع است یکے آنکه مرشد مر طالب را فرماید تا وی ابتدا صورت
خود بسیار نگاه کند حتیٰ ان صورت گاہے در دل نگاه دارد و نظر بران دارد دوم آنکه صورت
مرشد که تلقین کرده است در دل نگاه دارد و نظر دل بران گمارد سیوم آنکه الله در دل نگاه دارد
و نظر دل بران گمارد و بر دوام مشغول باشد ؛

فصل

بدانکه مرشد کامل باید تا بر حسب استعداد و صلاحیت باطن مرید را تلقین فرماید و به اشتغال

از بعضے صفات بہ بعضی صفات ترقی نماید تا بنور اسم منور شود و آثار او در وے
پدید آید و این او را و واین مشرب است در اول مرتبہ ہمہ صفات امہات اصول است۔
سَمِیْع بَصِیْر عَلِیْم چون درین استقامت یابد و بکمال رسد مرتبہ دوم باین
صفات مذکورہ پنج صفات دیگر زیادت فرماید دَائِم قَائِم حَاضِر نَاظِر
شَاهِد جملہ ہشت میشود و باز در مرتبہ سیوم دوازدہ اسم دیگر زیادہ فرماید قُدُّوس
وَدُوْد حَيّ قَيُّوم ظَاهِر بَاطِن غَفُوْر رَؤُف نُوْر هَادِي بَدِيْع بَاقِي
و چون درین استقامت یابد و بانوار و اسرار منور گردد و مرشد باشراق باطن خود
دریابد اسمائے دیگر از اسماء نود و نہ تمام زیادت فرماید و اگر خواہد از صفات اسماء الہیہ در ملفوظات
در کتابت زیادہ فرماید۔ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْن اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن اَجْوَدُ الْاَجْوَدِیْن ذُو الْفَضْل
الْعَظِیْم باز چون درین استقامت یابد و بانوار و اسرار مشرف گردد در مرتبہ پنجم اسماء ملفوظات
دیگر را زیادت فرماید الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی الْعَظِیْمُ الْاَعْظَم الْکَبِیْرُ الْاَکْبَر الْقَرِیْبُ الْاَقْرَب
اللَّطِیْفُ الْاَلْطَف و این تلقینات را حدی نیست جملہ اسماء اعظم را درین تلقین
در می آرند اما بحصر پنج مرتبہ افتاد چنانچہ حضرت شیخ ما دامت برکاتہ در بیان این
پنج مرتبہ دعائے اِنشا فرمودند بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ
اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ
اَللّٰهُ دَائِمٌ اَللّٰهُ قَائِمٌ اَللّٰهُ حَاضِرٌ اَللّٰهُ نَاظِرٌ اَللّٰهُ شَاهِدٌ اَللّٰهُ شَاهِدٌ
اَللّٰهُ نَاظِرٌ اَللّٰهُ حَاضِرٌ اَللّٰهُ قَائِمٌ اَللّٰهُ دَائِمٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ
اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ دَائِمٌ اَللّٰهُ قَائِمٌ
اَللّٰهُ حَاضِرٌ اَللّٰهُ نَاظِرٌ اَللّٰهُ شَاهِدٌ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْکِبْرِیَاءُ
وَالْجَبَرُوْتُ اَللّٰهُ قُدُّوْسٌ اَللّٰهُ وَدُوْدٌ اَللّٰهُ حَيٌّ اَللّٰهُ قَيُّوْمٌ اَللّٰهُ ظَاهِرٌ

اللہ باطنٌ اللہ غفورٌ اللہ رؤفٌ اللہ نورٌ اللہ ھادِی اللہ بدیعٌ
اللہ باقی ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو لہ العزۃ والعظمۃ واللہ اکرم الاکرمین
واللہ ارحم الراحمین واللہ اجود الاجودین واللہ ذو الفضل العظیم
اللہ رؤف الرحیم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ العلی العظیم اللہ العلی العظیم
اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ رؤف الرحیم اللہ ذو الفضل العظیم اللہ اجود
الاجودین اللہ ارحم الراحمین اللہ اکرم الاکرمین اللہ اکرم الاکرمین
اللہ ارحم الراحمین اللہ اجود الاجودین اللہ ذو الفضل العظیم
اللہ رؤف الرحیم اللہ ارحم الراحمین اللہ العلی العظیم ھو اللہ الذی
لا الٰہ الا ھو لہ الصمدیۃ والاحدیۃ اللہ العلی الاعلیٰ اللہ العظیم الاعظم
اللہ الکبیر الاکبر اللہ القریب الاقرب اللہ اللطیف الالطف اللہ اللطیف
الالطف اللہ القریب الاقرب اللہ الکبیر الاکبر اللہ العظیم الاعظم
اللہ العلی الاعلیٰ اللہ العلی الاعلیٰ اللہ العظیم الاعظم اللہ الکبیر الاکبر
اللہ القریب الاقرب اللہ اللطیف الالطف ھو اللطیف الخبیر
وھو بکل شیءٍ علیم وھو علی کل شیءٍ قدیرٌ وبالاجابۃ جدیرٌ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی نبیہ محمد وآلہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

فصل

دربیان اذکارِ اثبات ذکر اللہ جہر اخفاہ باندخواہ بافقر بملاحظہ اَنْتَ الھادِی اَنْتَ
الباقی باقوت و نقوش گوید دیگر ذکر اللہ سمیع اللہ حاضری اللہ ناظری واین ذکر
شیخ سہل بن عبداللہ تستری است و درین ذکر نیز فتح بسیار و کمالات بے شمار است
دیگر ذکر اللہ بملاحظہ تومی بینی و تو میدانی و تو میخواہی دیگر ذکر ہو ہو ہو بملاحظہ ھو
الحی القیوم ھو السمیع البصیر ھو العلیم مشغول شود دیگر ذکر انت انت انت

بلاحظہ اَنْتَ الْبَاقِی اَنْتَ الْکَافِی یا بلاحظہ اَنْتَ مَعْبُوْدِی اَنْتَ مَطْلُوْبِی اَنْتَ مَقْصُوْدِی اَنْتَ مَحْبُوْبِی یا بلاحظہ اَنْتَ الرَّحِیْمُ اَنْتَ الْکَرِیْمُ اَنْتَ الْحَکِیْمُ اَنْتَ الدَّائِمُ اَنْتَ الْقَائِمُ اَنْتَ حَاضِرٌ اَنْتَ نَاظِرٌ اَنْتَ شَاهِدٌ بلکہ مقصود ازچندین اذکار رہان دوامِ ذکر و حضورِ تمام است باید کہ خود را دائم ذاکر دارد و اذکار پدید آرد و از گفتار و اظہار یکسو شود کہ تا غفارِ دل در روح ہمان ذکرِ حق شود و ہمہ وارہ منوّرِ او گردد بیت

کارکن کار بگذر از گفتار کاندرین راہ کار دارد کار

دیگر ذکر اللہ جہر اند بعضی اوقات ایستادہ شش ضربی بہر جہتے ضربے و چہار ضربی و دو ضربی و یک ضربی بلاحظہ صفات مذکورہ کنند. دیگر ذکر اللہ چہار ضربی مستقبل قبلہ بنشینند و مصحف پیش دارد یا قبرِ اکابرے پیش بود ضربِ اوّل بر چپ دوم بر راست سیوم بر مصحف یا بر قبر و چہارم بر دل زند و مستغرقِ ذکر گردد درین ذکر کشفِ معانیِ قرآن و کشفِ قبور گفتہ اند وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ دیگر بعض اوقات ذکر ایستادہ بیکدم جہر کنند خصوصاً شب را در زمین نرم یا ریگستان ایستادہ تا چون بر زمین افتد ہیچ ضرر نرسد و چون بیفتد ساعتے افتادہ باشد و نظر بر دل دارد تا چہ جمال و چہ نور رو آرد و چہ اسرار بکشاید وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ و این ذکر معمولِ شیخ عزیز اللہ است دیگر ذکر اللہ اللہ جہر مشغول شود و مستغرق گردد چنانچہ ملاحظہ ہیچ ضرب نبود و این را ذکر دگہ خوانند جزو بیخودی دانند ❖

فصل

دربیان ذکر حدادی باید کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ از طرف چپ بامد و ملاحظہ شروع کند و بر ہر دو زانو ایستادہ خود و کلمہ اِلَّا اللّٰہُ با قوتِ تمام و ضرب شدید بر فضاءِ دل زند و بنشیند چنانکہ حداد چکش زند از ہر دو دست بر آہن ہمبرین طریق ہر بار کنند تا ذوق

دست دہد این ذکر انا مام معتاد رہ منقول است ودرین ذکر مشقت ظاہری بسیار است حضرت شیخ ما دامت برکاتہ این فقیر را بسَند این ذکر بحضور مشرف گردانیده اند وچنان معاینه ومشاہده گشت که بطاقت مردم نتواند الا بفضله وعونه ؛

فصل

دربیان ذکر پاس انفاس طریقیا وی نیست که کلمهٔ لا اله بادم فرو گذارد وکلمه الا الله بادم بالا کشد ودم ذاکر گردد ودم فرو گذاشتن وبالا کشیدن نظر بر ناف دارد وانا بجا ذاکر گردد ودهن بسته بے حرکت دہان دام ذاکر گردد وچنان ذکر کند که دم ذاکر گردد ومستغرق ذکر بود ذکر حیات گردد در بیداری وخواب ذاکر بود وپاس انفاس حاصل شود بملاحظه را رعایت کند واین ذکر را یاران سید محمد مہدی سیکنند دیگر در پاس انفاس بجر دم مشغول شود ودم سازی کند دم بقوت بالا کشد وبمغز رساند چون تنگی نفس شود دم آہسته بگذارد چنانکه احساس آمدن دم نبود واین را تسکین وآرگی نامند وایضاح تمام تعین بمرشد دارد وچون حرارت دم بمغز رسد یکی گداخته در وجود آید ومتخیل نگردد وچون دم فرو دیده وبالینه باد دم حیات جمع شود یکی گردد که مجمع البحرین اشارت بدان دارد وآن مقام آب حیات است دستگاه عالم روحانی وعالم ظہر وسیر پیش آید وعلم لدنی وعلمناہ من لدنا علما آرد نماید وعمر دراز گردد وبا خضر علیه السلام ملاقات شود وصاحب تصرف وصاحب روزگار گردد ودرین کار ترک جماع وتجرید وتفرید شرط است وذکر پاس انفاس ذکری شریف است وبرکتے عظیم دارد چنانکه گفته اند بیت

انفاس پاس دار اگر مرد عاشقی ... ملک دو کون ملک تو گردد بیک نفس

فصل

دربیان مراقبهٔ صفا ومراقبهٔ فنا ومراقبهٔ توحید ومراقبهٔ ہوا۔ بدانکه در وقت ذکر خفی

هر دو چشم پوشیده دارد و نظر بر دل گذارد و خدا تعالی را حاضر و ناظر داند این را
مراقبهٔ صفا گویند اگر درین حال ملاحظهٔ فنا و محویت بود مراقبهٔ فنا گویند و مراقبهٔ توحید
نیز گویند یاران حضرت قطب عالم شیخ احمد عبد الحق قدس سره العزیز مشغول به شغل
مراقبهٔ فنا بودند و از عالم و از خود بے خبر مے شدند و حضرت شیخ ما و است برکاته در ابتدائے
حال چند گاه درین مراقبه بودند دیگر آنکه هر دو چشم کشاده دارد و نظر سوئے بالا یا مقابل
خود در هوا اندازد و دوران کوشد که پلک نزند درین شغل انوار پدید آیند و درین
شغل آتش از پلک می خیزد و تمام اندام بگیرد و عشق پیدا میشود و این را مراقبهٔ هوا
گویند۔ و درین مراقبه بعضی اولیا چشم در هوا نهاده سالها سال در عالم تحیر مانده اند
دیگر در حجرهٔ تنگ و تاریک و شب تاریک چشم کشاده در هوا و در یکجا دارد انوار
عالم قدس بتابد و بحق رسد و در هوا سر عظیم است که هو مستقیم و مستدیم است
مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ سر این سخن است هوا عالم خلد و عالم صفا
است که هژده هزار عالم هوا نما است تا هو هست کون و مکان حاکوان است چون
از هوا بگذرد سبحان و لامکان است اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی سر این سخن
است تو هوا گوئی و ندانی که چه هوا است دیگر آنکه هر دو چشم کشاده کند و نظر بر هر دو
پرهٔ بینی افگند و درین نظر چنین خوض کند که سیاهی هر دو چشم غائب شود و سپیدی
چشم ظاهر گردد با جمعیت خاطر و خطره بندی پیدا آید باز چشم چپا به بندد و چشم راست
بر نرمهٔ بینی اندازد و یا عکس این کند و یا نظر بر دو چشم بر سینه و بر دو دست اندازد
و دوران کوشد که نظر یکجا بماند و خطا نکند جمعیت خاطر حاصل شود و در آداب
نماز در حالت قیام نظر بر سجده گاه انداختن و در حالت رکوع نظر بر پشت
پا کردن و در حال سجده نظر بر نرمهٔ بینی گذاشتن و در حالت قعود سوئے
کنار خود دیدن و بر تلاوت قرآن و تسبیحات گوش نهادن و اشارت بهمین سر است
تا حضور قلب حاصل شود و تفرقه رو نماید +

فصل

در بیان محاربه سالک را باید که اول توبهٔ نصوح حاصل کند و به ندامت و استغفار مشغول شود و طهارتِ ظاهری و باطنی بجا آرد و طهارت ظاهر معلوم است امّا طهارتِ باطن آنکه دل را از کدورات و وسوسات و سینه را از غل و غش خالی کند. و با خلاص کوشد و خطرهٔ غیر حق در دل نیارد و پس در محاربه بتلقینِ مرشد مشغول شود. بدانکه محاربه بر دو نوع است محاربهٔ صغیر و محاربهٔ کبیر. محاربهٔ صغیر آنست که طالب دهن بسته دم گرفته اسم ذات کلمه الله را بدل بار عایت ملاحظهٔ واسطه و شدّ و مدّ و تحت و فوق گوید و صورتِ حُسنِ یار کند و چنان کوشد تا بچهل ذکر در یک دم رسد و چون در یکدم از چهل ذکر زیادت شود محاربهٔ کبیر گویند و چنان کوشد که هر دمی اذکار زیادت شوند تا صد و لبت ذکر در یک دم بار عایت ملاحظهٔ واسطه و شدّ و مدّ و تحت و فوق برسد آنرا مقامِ محویت گویند و استغراق روے نماید و سلطان ذکر پیش آید وَالْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ فقیر را درین مراقبه نیز دخل است ۞

فصل

در بیان مراقبه چون طالب در ذکرِ جلی ملال گیرد بذکرِ خفی مشغول شود چون از ذکرِ خفی ملال گیرد بفکر مشغول شود چون ازین هم ملال شود بمراقبه مشغول شود و این را مراقبه تقیّد خوانند و مراقبه مشتق از رقیب است و رقیب آنکه نگهبانانِ دل را از یادِ غیرِ حق نگاهدارد بیت

پاسبانِ دل شوند در کل حال ۔ تا نیابد هیچ دزد آنجا مجال

و هیئت قعود در مراقبه بالخصوص ع است یکے آنکه به هیئتِ قعودِ نماز بنشیند

و دو دست بر دو زانو نهاده سر فرو انداز و این مختار است دوئیم آنکه بر هر دو سرین نشیند و هر دو زانو ایستاده کند مانند قعود و المکلب و سر بر دو زانو دارد سیوم آنکه هر دو دست سوی پس گردن و پس پشت بر دو بر دو کف تا قریب گردن بر صلب جمع دارد پس مانند مصیبت زدگان نشیند حیاءً مِنَ اللّٰهِ سر فرو انداخته و هر دو چشم بسته و دل گرد آورده نظر بر دل گماشته توجه بحق کرده بداند که حق تعالی حاضر است باین است و درین علم چنان خوض نماید و مستغرق گردد که شعور از غیر بکلی برود تا با خود هم شعور نماند اگر طرفة العین این علم برود مراقبه نباشد

ابیات

تا بخودی ای نگار سرمست ۔ ہرگز نتوان بدوست پیوست

بیخود چو شوی ز خود بر آئی ۔ بوئے رسدت ز آشنائی

فصل

در بیان محاسبه باید که بحکم حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا با نفس خود از قول و فعل و حرکت و سکون که در وجود آید حساب کند اگر خیر باشد شکر حق تعالی بجا آرد و بداند که توفیق خدا تعالی است وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ و نفس را بشاشت زهد و مراعات کند فَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا و اگر شر باشد نفس را ملامت کند و بدل آن تدارک و بدو به ندامت و استغفار مشغول شود و محاسبه شب بعد اشراق کند و محاسبه روز بعد فراغ وظیفه مغرب کند و اگر ساعت بساعت هر وقت که غفلت پیش آید محاسبه کند و هوشیار شود بهتر باشد و بداند که ذنب هر کسے بر قدر مرتبه او ست ذنب مومنان عصیان است و ذنب سالکان غفلت و ذنب کاملان و موحدان خودی و دوئی حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ ایجا دانسته فَمَا شَغَلَكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوتُكَ اینجا شناسند ٭

فصل

در بیان مواعظه مواعظ آنست که نفس خودرا وعظ کند و نصیحت و نیک خواهی نماید وبگوید که در یادِ حق باش و در بندگی غیر مباش جز یادِ حق هرچه کنی عمر ضائع است جز حرفِ عشق هرچه بخوانی بطالتست قدم در عصیان منه که مستحق عقاب و دوزخ شوی و موجبِ هجران و دوری گردی که طاقت آن نداری و بدانی که محبت خدا تعالی در پیروی حضرتِ مصطفے است صلی الله علیه وسلم قَالَ اللهُ تَعَالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللهُ ❊

فصل

بدانکه فکر بر سه مراتب است یکے فکرِ عوام رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ یعنی فکرِ یک ساعت در تغیر احوال خود از طفولیت و بلوغت و کهولت و پیری در خباثتِ افعال که از نفس اماره در وجود آمده و در تغیرِ احوالِ دنیا و عیوب و بے وفائی آن و انان اعتبار و انتباه کردن از عبادت یکسال بهتر است دوم فکر خواص رُوِیَ عَنْهُ علیه السلام تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً یعنے فکر یک ساعت برائے نجات از شر شیطان و از هوائے نفس و توابع آن و نجات از حرصِ جاه و مال بهتر است از عبادتِ شصت سال عابدان سیوم فکرِ اخص خواص رُوِیَ عَنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ یعنے فکر و اندیشهٔ یک ساعتے برائے پاک داشتنِ دل از لوثِ خطرات غیر حق بهتر است از عبادتِ جن و انس ❊

آل عمران [illegible]

فصل

چدانکه آنچه اذکار در میان آمد آنا اذکار جهریه و صوبیه و خفیه و سریه نامند چون ازین اذکار بفضل پروردگار ترقی کند و بکمال رسد مقام ذکر معنوی و حقیقی پیش آید و جمال مذکور رومی نماید ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ واین ذکر را ذکر سر و ذکر روح و ذکر ذات و ذکر مشاہدہ و تجلی خوانند بدانکه در ذکر معنوی و حقیقی حواس خمسہ معطل گردد و تعطیل حواس را دو معنی است یا آنکه از حس مدرک خبرے نشود و غیبوبت پدید آید كَحَالَةِ النَّوْمِ و یا آنکه حس از ظاهر و باطن چیزے بغرستد و ہیچ خاطر نبود كَحَالَةِ الْيَقَظَةِ و بجز فهو معکوس ہرچه بیند تجلی جمال حق بیند و ہرچه شنود از و شنود و ہرچه داند از و داند بدیہه بغیر استدلال نظر پاک او بر نقاش افتند نقش را پیش تجلی آن نور گم بیند این مقام مشاہدہ است این را حدے ہست در مرتبۂ اول نظر معرفت از صنع بصانع رود تا ہیچ صنع رابے صانع نیابد مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ پیش آید و در مرتبۂ دوم ہمه صانع بود و ہیچ صنع نه اینجا سر مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ در جلوه گری شود و جمال اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ پیش آید و بر قع از روئے جمیل وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ بکشاید **بیت**

دیده ہرچه بدیدیم ندیدیم بجز دوست　　معلوم چنان شد که کسے نیست مگر اوست

دیگرے گفت بیت

این جهان صورت است و معنی دوست　　در بمعنی نظر کنی ہمه اوست

دیگرے گفت بیت

این است کمال مرد راہ یقین　　در ہرچه نظر کند خدا را بیند

سبحان الله عجب کارے و طرفه اسرارے و بلند بارے که خدا تعالیٰ ہست

نیست نما۔ و جہان نیست ہست نما عزیز من ہمہ ہستی در حقیقت تجلی ظہورِ خدا است
و جہان غیر نما است نہ غیر است جز این حرف دیگر چیر است چراکہ ہستی خدا را است
و نیستی غیر خدا را جز آنکہ خدائیتعالی انما غیب است و غیر شہادت است و این
سبب حرمان و خسران است نہ آنکہ غیر را برہان است و اللہ چون دیدہ یابی
جز خدا نہ در دیدہ یابی ؎

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر سِوَی اللّٰہِ وَاللّٰہِ مَافِی الْوُجُوْد

آہ ہزار آہ بر لحہ دو کمال جانان ہر لحظہ پیش دیدہ جہان بین جلوہ گر است جلوہ
ہوسانہ می دہد و غمزہ طاؤسانہ میکند و دیدہ کژ بین و غیر بین جز غیر نمی بیند زہے
خسران و زہے حرمان۔ ای بس از من قریب و من از تو مہجور و دور۔ الٰہی این
معما کے حل شود و این دوری بحضوری و این بے حضوری بہ حضوری کے بدل شود
یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا بِلُطْفِكَ وَكَرَمِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
عزیز من چشم غیر بین خدا بین نشود خدا بین را چشم جان بین باید تا چشم جان کشاید
خدا بینی راست آید خوش گفت ؎

دیدن روئے ترا دیدہ جان بین باید این کجا مرتبہ چشم جہان بین منست

و چشم جان نکشاید تا از ہستی خود در نگذرد و تا از دو تا نی این و آن و من و تو یکتا
نشود و سخن متین پیر دستگیر راست است حقا اگر تو بخود نباشی۔ نباشد با تو این خرابی
خوش گفت عارفے شعر

تا تو میباشی عدد بینی ہمہ چون شوی فانی احد بینی ہمہ

وَاِلٰھُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہیہات ہیہات وجود ما
قید ما است بند ما است ورنہ مشاہدہ جمال دوست ہر لحظہ نما است شعر

اِذَا قُلْتُ مَا اَذْنَبْتُ قَالَ مُجِیْبًا لِیَا وُجُوْدُكَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ

خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ در مناجات خود گفت اِلٰھِیْ كَیْفَ الطَّرِیْقُ اِلَیْكَ

[illegible]

[illegible]

فرمان رسید دع نفسک و تعال نفس خود را بگذار و بیا یعنی حجاب تو خودی تست
چون خود را بگذاری بمن رسی ~~ع~~

محو باید بود در هر دو سرائے   پائے از سر ناپدید و سر ز پائے

عزیز من چون عارفان بنور الله رسند و بیمن نور توحید در چشم کشند کثرت و دوئی بر خیزد
و جز وجود حقیقی رو ننماید و حق پیش آید جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل
کان زهوقا چه در حقیقت جز حق سبحانه و تعالی موجود نیست آنچه موجود است
همیشه موجود است و آنچه معدوم است هرگز موجود نشود ع
الا کل شئ ما خلا الله باطل

ع ۔ ما خود نه ایم اوست حقیقت چو بنگری ۔ عنقا بگر آمده بر صورت ذباب
اما منظورگاه این بارگاه عالی برتر از آنست که هر بوالهوسے نظر تواند کرد یا هر
بوالفضولے چشم فضول تواند کشودن مثنوی

عارفا مسند معرفت بغایت عالیست   بهوس هیچ فضولے نه درین بار رسید
بانگ ارنی ز سر هوش بر آورد کلیم   سنگ تا بیخودی بود بدیدار آورد

هر چند موسیٰ کلیم بود چون هوش داشت در پرده داشتند و اسرار عشق در پرده
شنوانیدند و آن مقام مکالمت است و مقام صفات و سنگ سلیم را که درین
بیخودی مستقیم بود پرده بر داشتند و در پرده نداشتند مسعود بک میفرماید قطعه

عاشق مستی مگر بیخود و بیکار باش   بیخبر از خویش شو باخبر از یار باش
نیست شو نیست شو باز ز هستی فنا شو   از می جان هست شو کاهش هستی باش
یار خودی را فگن بر سر شیطان ز سر   بے سر و بے پائے شو بیخود و با یار باش

بدانکه ذکر حقیقی و معنوی که این ذکر سر و ذکر روح و ذکر ذات و ذکر مشاهده و تجلی
است ثمره کثرت ذکر لسانی و قلبی است و در ذکر قلبی که حرف و صوت و خطره
است ذکر نفس است و چون خطره نماند ذکر دل بود تا حرف و صوت است

اگرچه دل است منزلِ گِل و سنگ است و از دل تا گِل بفراسنگ است و چون حرف و صوت نماند ترقی بحضِ حضور یابد آنگاه ذکرِ دل بود و کسب تمام شود آنگاه بجذبهٔ ربانی و نورِ سبحانی سیر و ترقی بود حضرتِ شیخ ما دامت برکاته زاتِ

ذکرِ حق چون بصفتِ دل شده   مرکبِ قرب بمنزل شده

اما قدر و مرتبهٔ این ذکر جز خدا تعالی کسے نداند فرشته آنجا گذر ندارد و هر چند دل قرب است مرد را ترقی مطلوب است تا بذکرِ سر و بذکرِ روح رسند و همیشه در تجلی و مشاهده بوند و متصرفِ عالم گردند و مسخر گردد لکم مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ظهور پذیرد و اسبغ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً دریگیرد و نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ بود و این را پایان ندارد شعر

هیچکس این راه را پایان نیافت   هیچکس این درد را درمان نیافت

پس طالب صادق را باید که در ذکرِ لسانی و قلبی مداومت و مواظبت نماید لیلاً و نهاراً سراً و جهراً بقدرِ امکان در ذکر مشغول شود و دوام ذکر را فراغ شرط است و موانعِ فراغ چهار اند خلق و دنیا و نفس و شیطان پس آنچه مانعِ شرط بود دفعِ موانع مشروط باشد پس قطعِ علائق از دنیا و اهلِ آن کند و قلتِ طعام نماید چنانچه ثلث یا نصفِ شکم از مطعومات و مشروبات خالی ماند و قلتِ منام بر خود لازم گیرد و الوضوء علی الدوام رعایت کند و هر بار که فتوحے و مقصودے پیش آید از دست ندهد چنگ بدامنِ ذکر زند و اهتمام و کوشش بسیار کند انشاء الله تعالی محبتِ خدا تعالی در دل افتد و خلوت و جلوت یکسان گردد شعر

سعدیا هر زمان که دست دهد   با سرِ زلفِ آن نگار آویز

و چندان سعی نماید که ذکر حیات بود تا اگر خواهد ساعتے بے ذکر بودن نتواند اینجا گفته اند تا در محبتِ عاشق دامنِ محبوب بگیرد جائے رهائش است و چون معشوق دامنِ عاشق گیرد رهائش نبود و معنیٔ ذکر اَذْکُرْکُمْ پدید آید اینجا ابوبکر شبلی گفته است رضی الله تعالی عنها در دنیا زنده ام بذکرِ دوست و در آخرت زنده باشم بدیدارِ دوست و بدانکه نهایت

ودر ذکر آن بود که خود را و ذکر را فراموش کند و چندان از اسرار ربانی و انوار سبحانی در جان ذاکر پیدا آید و در اشراق شهود آن نور و در لذت جمال مذکور مستغرق گردد و تجلی حق نصیب همین گردد و چون در لذت جمال محو شود و حق محویت حاصل شود از خود واز کل کائنات بے شعور گردد بمقصود رسید و باشد مصرع

مرا ز دیدن رویت فزونست گویائی

فصل

ذاکر را در ذکر چهار منزل است ذکر زبان و ذکر دل و ذکر سر و ذکر روح چنانکه بالا گذشت و ذکر را در ذاکر سه منزل است یکی استیلاء ذاکر بر ذکر و آن آنست که ذکر بقصد و اختیار ذکر مے کند و ذکر از دست سیر و در این را کشاکش گویند اینجا جنید رہ ده سال در کشاکش بودند تا ذکر قرار گرفت دوم استیلاء ذکر بر ذاکر اینجا ذکر حیات گردد و نفس کافر و علائق در بند افتند اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ رو نماید سیوم استیلاء مذکور بر ذاکر و این مقام تجلی و شهود حق است و مطلوب مطلق چنانکه سطور افتاده می زند کہ امام جنید رہ در مرتبہ کشاکش ده سال رنج دید چون استیلاء ذکر بر ذاکر آمد تا سی سال خطرۂ غیر حق در دل نگذشت و این خلوت امام جنید است سبحان اللہ در شرح حضرت شیخ ما مدظلہ و زید برکاتہ طالبان صادق و محبان واثق باندک مدت بدین حد و نوبت مے رسند اَلْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ

فصل

بدانکہ چون طالب در استغراق جمال مطلوب خود را و کل کائنات را معدوم بیند و جز یکے نماند اگر اینقدر هنوز شعور بود کہ این معنی در من و در کل کائنات ظاهر گشت هنوز نوعے از خود باقیست شعر ای کاش نبودے عراقی کہ کثرت بہ فساد باقی

چون ہمگی طالب را نہنگ غیرت مطلوب فرو برد لَاتُبْقِیْ وَلَاتَذَرْ حال دشود نہ اثر ماند نہ خبر چنانکہ نے آرند روزے لیلی پیش مجنون آمد گفتند این لیلی مطلوب تو است گفت اَنَا لَیْلٰی اَنَا لَیْلٰی این مقام تفرید است چنانکہ گفت شعر

تو در و گم باش توحید این بود　　گم شدن گم کن کہ تفرید این بود

اینجا سلطان عارفان مے فرماید تا غایت سن او را مے جستم خود را مے یافتم اکنون سی سال است کہ خود را مے جویم او را مے یابم زہے دولت زہے دولت شعر

جمال دوست چندان سایا انداخت　　کہ سعدی ناپدید است از حقیری

اما این مقام بر دوام نادر است کسے را کم دست میدہد بعضے را کالبرق دست دہد و بعضے را زیادت ازان گاہ گاہے رو نماید ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

فصل

طالبان بر سہ قسم اند قال اللہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ طائفہ ظالم نفس خوانند مجتہد و متزہد طالب حق است و در دائرہ اصطفا است از دنیا گذشتہ است و طہارت تمام نیافتہ است دوم طائفہ مقتصد است وَالْاِقْتِصَادُ هُوَ الْاِعْتِدَالُ وَالْعَدْلُ وَالْمُقْتَصِدُ هُوَ الْعَادِلُ و این طائفہ در منزل سیر دل است کہ دلش صفا یافت و در سیر الی اللہ شتافت سیوم طائفہ سابق بخیرات است این طائفہ مقرب حق است و بکمال رسید و جز حق ندیدہ و فنا در حق یافتہ شعر

در بحر فنا چو غوطہ خوردند　　جز حق ہمہ را و فارغ کردند

و سابق بخیرات اشارت بران دارد کہ اینجا مقصود نقد است و مطلوب حاضر شعر

دیگران را وعدہ فردا بود　　لیک ما را نقد ہمہ اینجا بود

اینجا گفتہ اند مقتبہ ظالم نفس است و متصوف مقتصد است و صوفی سابق بالخیرات +

فصل

آدمیان بر سه قسم اند قسمی مشابه بهائم که همت ایشان همیشه بر خوردن و آشامیدن و شهوت راندن است اولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اشارت بدان وارد و در دل ایشان جز طلب دنیا و متاع آن دیگر نیست عجب نیست اگر این طائفه وقت موت از شامت حب دنیا بے ایمان روند اَلْعِیَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ قسمی دیگر مشابه بملائک اند که همت ایشان همیشه بر عبادت حق و تسبیح و تهلیل است و بصفت یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ شب و روز در طاعت بوند ایشان اولیاء و عباد و زهاد اند. و هم برنگ ملک اند در لمحه از فرش بعرش روند و از عرش بر فرش آیند و هنوز در راه بوده اند که در مقام تسبیح و تهلیل یافته شده اند هر چند این طائفه پاک اند که دل بر دنیائے فانی و خطرهٔ آن نه بسته اند و رغبت بر آخرت که باقی و صافی است کرده اند و خود را درین جهان در رنج و عبادت داشته اند تا بدرجات و مثوبات آن جهان رسند اما هنوز دون همت اند که بغیر اکتفا کرده اند **بیت**

اینها که بجز روئے تو جائے نگرانند ‌ ‌ ‌ ‌ کوته نظرانند چه کوته نظرانند

منقول است که مهتر عیسیٰ علیه السلام بقومے که عابد و زاهد بودند بگذشت پرسید که مقصود شما ازین عبادت چیست گفتند که از دوزخ میترسیم و امید بهشت داریم عیسیٰ علیه السلام گفت از مخلوق میترسید و به مخلوقے امید میدارید پس بقومے دیگر که عابد و زاهد بودند بگذشت و پرسید که مقصود شما ازین عبادت چیست گفتند که از بهر خدائے تعالیٰ و محبت او طاعت میکنیم مهتر عیسیٰ علیه السلام فرمود که شما دوستان خدا اید مرا فرمان است که با شما باشم ؛

ونقل است از وهب رضی الله عنه انه قال قال الله تعالیٰ فی الزبور ومن اظلم ممن عبدنی لجنة او نار لو لم اخلق جنة ولا نارا الم اکن اهلا ان اطاع

در دبور حق تعالے فرسود کیست ظالم تر از نیکه بپرستند مرا از جهت بهشت یا از جهت دوزخ اگر نیا فریدمے آنرا آیا اہل آن نبودمے که طاعت کرده شدمے و کسی مشابه پیغمبرانند که مقصود و مطلوب ایشان حق است جل و علا و در همت ایشان غیر حق نگنجد و عرش بفرش نه سنجد قلب المؤمن عرش الله تعالیٰ ازین بود دلِ خود را از کون و مکان پاک دارند و بکلی روئے بمولیٰ کنند و از غیر حق هر چه باشد اعراض کنند ایشانرا سلطان همت گویند اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ و دل ایشان از آتش محبت سوخته و نیز به محبت او دوخته و عشق صد دل جا گرفته و غیر آن در ضمیر نه نهفته اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ دولت ایشانست هر چند بسیر نه نسیر ند و در ملک حق و مشاهدهٔ دوست می زیند و ذکر اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ اَبَدًا خبر از ایشان است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا هِمَّةً وَّاسْتِقَامَةً فِی الدِّیْنِ وَاَدَبًا فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ اَنْبِیَائِكَ وَاَوْلِیَائِكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ بِلُطْفِكَ وَبِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تمام شد

تقریظ از حضرت خواجہ شاہ غلام حسین صاحب چشتی صابری حیدرآبادی دکنی عم فیضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ الذی جعل قلوب العارفین مصدر انوارہ و جعل لسان الذاکرین مخزن اسرارہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی ورد لولاک لما خلقت الافلاک فی شانہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین فازوا من انوار محبتہ والتابعین وتبع التابعین ومن تبعھم الیٰ یوم الدین امین

امّا بعد بگوید بندۂ درگاہ فقیر غلام حسین شاہ حنفی چشتی صابری حیدرآبادی خاکروب خانقاہ سلطان السالکین حضرت مرشدنا سید شاہ محمد ہاشم چشتی صابری مدظلہ العالی سجادہ نشین بارگاہ خواجہ سید شاہ محمد حسین الدین حسینی المعروف بہ شاہ خاموش حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام کلام معجز بیان سلطان العاشقین سید الکاملین حجۃ الاولیاء برہان الاصفیاء حضرت شیخ جلال الدین محمود تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اعظم حضرت شمس العارفین سلطان التارکین حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی حنفی چشتی صابری برائے افادۂ طالبان صدق و ارادت حضرت جناب صوفی سید شاہ علی اصغر صاحب چشتی صابری کے ایما شریف جناب مولانا مولوی خواجہ سید شاہ محمد حسین صاحب چشتی صابری مرادآبادی دام فیوضاتہ بہ تصحیح و تحشیہ مولانا حاجی صوفی نور احمد صاحب پسروری صدر انجمن نعمانیہ امرتسر دام فیضہ از طرف مکتبۂ آصفیہ علوم اسلامیہ امرتسر در مطبع مجددی امرتسر زیور و خلعت طبع پیاراست بجہا اصدر نوالہ خیلے خرمی روی داد۔ بایدکہ کلام پاک راچون گلدستہ قدس دست بدست خواہیم گرفت و سلوک عمر خوش بسر برده اور خواہیم یافت وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین ثم آمین

قطعۂ تاریخ طبع از فقیر سید غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآبادی دکنی المتخلص بہ غلام

زمحمود تھانیسری شاہ جلال
کہ ارشاد شد بہر یا طالبین
بسعی و فور اصغر صابری
کہ حرف الف مضرت نعین

کتابیست کز بہر معنیت این
خوشا قسمت صابریان غلام
طبع گشت این شہر خیر المبین
پئے سال طبع بگفت ا لقم ...

سلوکیست آن صاحب پاک ذات
کہ مفت آمدین گنج از شاہ دین
چو بینند گر مصرعہ مادہ سالہا
بگو کان عرفانست را و یقین

۱۳ ـــ ۴۷

مکتوبات شریف امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بکمال تصحیح و تحشیہ حضرت مولانا حاجی نور احمد صاحب پسروری صدر انجمن نعمانیہ امرتسر نہایت خوبی و خوشخطی سے زیر اہتمام خادمان بارگاہ مجددی بہت جلد فارسی ... تیار ہوکر ... مہتمم مکتبہ آصفیہ علوم اسلامیہ ... امرتسر

ہماری دیگر کتب

ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان